ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۳ ستمبر ۱۹۶۵ء
۶ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ رَافِعِ بْنِ الْمُعَلّٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ " اَلَا اُعَلِّمُکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَاَخَذَ بِیَدِیْ، فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ؟ قَالَ: " اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ھِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَ الْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُہٗ"۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید رافع بن المعلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کیا مَیں تجھ کو مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کریم کی سب سے بڑی سورت نہ بتلاؤں؟ پھر آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر جب ہم نے مسجد سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تھا کہ مَیں تجھ کو قرآن کی سب سے بڑی سورت بتاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا وہ "الحمد للہ رب العالمین" ہے اور یہ سات آیتیں ہیں (جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں) اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو دیا گیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ قِرَاءَۃِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ: " وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّھَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ"، وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّقْرَأَ بِثُلُثِ الْقُرْاٰنِ فِیْ لَیْلَۃٍ" فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلَیْھِمْ وَ قَالُوْا: اَیُّنَا یُطِیْقُ ذٰلِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ فَقَالَ: "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، اَللّٰہُ الصَّمَدُ، ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "قل ھو اللہ احد" کے پڑھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یقیناً یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے۔ کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لے تو صحابہ کرامؓ کو یہ بات شاق معلوم ہوئی۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کون اس چیز کی طاقت رکھتا ہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "قل ھو اللہ احد اللہ الصمد" تہائی قرآن کے برابر ہے

عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا یَقْرَأُ: " قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ "، یُرَدِّدُھَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ وَکَانَ الرَّجُلُ یَتَقَالُّھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: " وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّھَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری ہی سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے ایک شخص کو "قل ہو اللہ احد" پڑھتے ہوئے سنا۔ اور وہ شخص اس کو بار بار پڑھتا تھا۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے یہ چیز بیان کی اور وہ آدمی اس کو عمل قلیل سمجھ رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ: "اِنَّھَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ" (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورت) "قل ہو اللہ احد" کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ کہ یہ (سورت) تہائی قرآن کے برابر ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُحِبُّ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، قَالَ: " اِنَّ حُبَّھَا اَدْخَلَکَ الْجَنَّۃَ"، رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ، وَرَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ تَعْلِیْقًا"

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا — کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سورت یعنی "قل ہو اللہ احد" کو محبوب رکھتا ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا محبوب رکھنا تجھ کو جنّت میں داخل کر دے گا۔ ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس کو تعلیقاً بیان کیا ہے۔

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: " اَلَمْ تَرَ اٰیَاتٍ اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃَ لَمْ یُرَ مِثْلُھُنَّ قَطُّ؟ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ آج کی رات چند آیات ایسی نازل ہوئی ہیں کہ جن کی نظیر اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ یعنی "قل اعوذ برب الفلق" اور قل اعوذ برب الناس۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ تُقْرَأُ فِیْہِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ" رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مکانات کو مقبروں کی مانند نہ بناؤ۔ اس لیے کہ شیطان اس مکان سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۃ بقر پڑھی جاتی ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

حکومتِ ہند اور اقلیتیں

ہندوستان کی تمام اقلیتیں، وہاں کی ہندو اکثریت کے طرزِ عمل سے بیزار ہیں - نہ ہندوستان میں مسلمان خوش ہیں، نہ سکھ ہی بھارتی اکثریت سے کسی نیک سلوک کی توقع رکھتے ہیں - اور نہ عیسائیوں نے کوئی خوش فہمی بھارتی سامراج سے وابستہ کر رکھی ہے - تمام اقلیتیں ہندوستان کے سیکولرازم کے ڈھونگ کو پوری طرح سمجھ چکی ہیں - اور ان کے قلوب و اذہان میں یہ بات پیوست ہو چکی ہے کہ ہندو قوم صرف اپنے مفاد کو پیش نظر رکھ کر کوئی اقدام کرتی ہے - علی گڑھ یونیورسٹی کا معاملہ سب کے سامنے ہے - مسلمانوں کے مشترک جذبات و احساسات کی پرواہ کئے بغیر ان پر ایک جابرانہ آرڈیننس ٹھونسا گیا اور ان کی حق تلفی کی گئی - بھارتی مسلمانوں کے ایک موقر جریدہ "ندائے ملت" نے اس ناانصافی کے خلاف لب کشائی کرنے کی مومنانہ جراٴت کی تو اُس کی آواز پر قدغن لگا دی گئی اُس کا علی گڑھ یونیورسٹی نمبر ضبط کر لیا گیا - اس کے ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر اور ذمہ وار رکن جرمِ حق گوئی کی پاداش میں گرفتار کر لئے گئے اور اس طرح ملت کی ندا کو دبانے کی کوشش کی گئی - لیکن شاید اپنی کثرت اور طاقت کے نشہ میں چور بھارتی اکثریت کو یہ علم نہیں کہ اس قسم کے مظالم اور زیادتیوں سے طالبانِ حق کا ذوقِ جرم بڑھا کرتا ہے گھٹا نہیں کرتا ؎

بڑھتا ہے ذوقِ جرم یہاں ہر سزا کے بعد
حق کی آواز وقتی طور پر دبائی تو جا سکتی ہے

لیکن مٹائی نہیں جا سکتی اور بالآخر یہ رنگ لا کر رہتی ہے - ہمیں علم ہے کہ اس وقت بھارت میں، مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ ہے - ان پر مظالم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں - جا بجا فرقہ وارانہ فسادات کرائے جا رہے ہیں اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے - لیکن انجام کار مظلوموں کی آواز عرشِ معلّٰی تک پہنچے گی اور ظلم و ستم ڈھانے والوں پر خدا کا قہر و غضب نازل ہو کر رہے گا - آخر مجاہدینِ کشمیر نے تھک ہار کر ظلم و جور کے خلاف ہتھیار سنبھال ہی لیے ہیں اور اب ہندوستان کو لینے کے دینے پڑ گئے ہیں - یہی حال دوسری اقلیتوں کا ہے - مسلمانوں کی طرح ان کی زندگیاں بھی اجیرن ہو گئی ہیں - اور سکھوں نے تو تنگ آ کر بھارتی حکومت کے خلاف عملی اقدام کرنے کا فیصلہ ہی کر لیا ہے - ماسٹر تارا سنگھ نے سکھ اسٹیٹ کا اور سنت فتح سنگھ نے پنجابی صوبہ کا مطالبہ کر دیا ہے ماسٹر تارا سنگھ اگرچہ سنت فتح سنگھ کے حریف ہیں - لیکن پھر بھی انہوں نے اپنے قومی مفاد کی خاطر سنت جی کے اقدامات کی تائید کر دی ہے اور اس طرح سکھوں کی یکجہتی اور آواز کو مزید قوت بخشی ہے - سنت جی نے باوجود بھارتی حکمرانوں کے سمجھانے کے اپنا مطالبہ منوانے کے لئے انتہائی خطرناک قدم اٹھانے کا اعلان کر دیا ہے - جس کی وجہ سے بھارتی حکومت سخت پریشان ہے - بھارتی حکومت نے بار بار کہا ہے کہ کشمیر کے حالات نازک ہیں اور مجاہدینِ کشمیر نے بھارت کا ناطقہ بند کر رکھا ہے - اس لئے ایسے بحرانی دور میں مرن برت کا اعلان حکومت کی مشکلات میں اضافہ کا موجب ہو گا - مگر سنت جی نے دو ٹوک جواب دے دیا ہے کہ بھارت بڑا ملک ہے - اسے آئندہ بھی بہت سے بحران پیش آتے رہیں گے - لہٰذا کشمیر کی وجہ سے مرن برت کو ملتوی نہیں کیا جا سکتا - پارلیمنٹ کے ممبروں نے بھی سنت جی کی منت سماجت کی کہ وہ اپنے ارادے سے باز آ جائیں - مگر انہوں نے ایک نہیں مانی - صاف ظاہر ہے کہ وہ ہندوستانی اکثریت کے رویہ سے اس قدر دل برداشتہ ہو چکے ہیں کہ اب انہیں اس سے کسی نیکی کی توقع نہیں -

اندازہ فرمائیے! یہ اس اقلیت کا حال ہے جس کو صوبہ پنجاب میں ہندوؤں پر بالادستی حاصل ہے، جس سے ہندو رشتہ ناطہ کرنے میں کوئی عیب نہیں جانتے - اور جو ہندوؤں سے بہت زیادہ قریب ہے پھر سکھوں کو ہر سرکاری شعبہ میں تناسب سے زیادہ نمائندگی حاصل ہے - لیکن پھر بھی وہ اس درجہ بد دل ہو گئے ہیں کہ اکثریت سے الگ ہو جانے ہی میں خیر سمجھتے ہیں چنانچہ اکالی دل کی ایگزیکٹو کمیٹی نے سنت فتح سنگھ کی تائید میں جو قرارداد پاس کی ہے - وہ واضح طور پر اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ سکھوں کو ہندوؤں سے کوئی حسن ظن باقی نہیں رہا - اکالی دل نے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ حکومت سکھوں کے ساتھ امتیازی سلوک کر کے انہیں اس حد تک بے حوصلہ بنا دینا چاہتی ہے کہ وہ مکمل طور پر ہندوؤں میں مدغم ہو جائیں - یہی اندازِ فکر دوسری اقلیتوں کا ہے وہ بھی سوچتے ہیں کہ ہندو اکثریت انہیں اپنے اندر مدغم کر کے اُن کی انفرادیت ختم کر دے گی - چنانچہ یہی خوف ان کے لئے بھی سوہانِ روح بنا ہوا ہے - مزید برآں دوسری اقلیتیں یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ جو اکثریت رشتہ ناطے کے ساتھی سکھوں کے ساتھ ہی نبھاؤ نہیں کر سکی - وہ ہمارے ساتھ کیا حسنِ سلوک کرے گی؟ لہٰذا وہ ہندوستانی حکومت کے خلاف آواز اٹھانے اور اپنے مطالبات منوانے کے لیے کوئی بھی اقدام کرنے میں حق بجانب ہیں - انہیں حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے مطالبات حکومت کے سامنے رکھیں اور انہیں منوانے کے لئے آئینی جدوجہد کریں لیکن حکومتِ ہندوستان ہے کہ وہ اقلیتوں

قسط ۳

درسِ حدیث

: مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی :

کتابُ الجامع

لفظ کتاب :- اصل لغت میں جمع کرنے کے معنے میں ہے۔ کتیبۃ لشکر کو اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اطراف ملک سے جمع کیا ہوتا ہے۔ پھر تحریر میں جمع کرنے کے لئے خاص ہو کر جمع کئے مضمون کو کتاب کہنے لگے۔ لیکن اصطلاح مؤلفین میں کتاب وہ مجموعہ ہے جو ایک جنس کے مضامین پر مشتمل ہو اور اس کی انواع میں سے ہر نوع کے مضامین کو باب اور ہر نوع کی اصناف میں سے ہر صنف کے مضامین کے مجموعہ کو فصل کہتے ہیں۔ بلوغ المرام کتاب کو مصنف نے سترہ عنوانوں پر تقسیم کیا ہے ہر عنوان ایک کتاب یعنی ایک جنس کے مضامین اور مختلف انواع پر مشتمل ہے جو باب کے نام سے اس کے ذیل میں ہیں۔

کتاب الجامع چھ باب پر مشتمل ہے یہ کتاب بلوغ المرام کی سترھویں کتاب ہے جامع کا مطلب متفرق مضامین کو جمع کرنے والا ہے باب ہو یا کتاب محدثین کا معمول ہے کہ وہ کسی کتاب کے آخر میں ایک باب جامع عنوان سے قائم کرتے ہیں جس کا مقصد یہی ہے کہ گزشتہ متفرق بابوں کے رہے ہوئے متفرق مضامین کے لئے یہ باب جامع ہے مگر یہاں مصنف نے بجائے باب الجامع کے کتاب الجامع عنوان قرار دیا ہے تو اس کا حاصل یہ ہوا کہ رہے ہوئے متفرق الجنس بابوں کے مضامین کو جمع کرنے والے مضمون کی یہ کتاب ہے اور کتاب ایک جنس کے مضامین ہوتے ہیں تو وہ سب متفرق جنس ہو کر بھی کسی ایک جنس یعنی آداب سے تعلق رکھتے ہیں تو گویا اصل نام کتاب جامع الاداب تھا اور مضامین الیہ کے بجائے الف لام آیا ہے جس کو مضاف الیہ کا عوض کہتے ہیں۔ اس طرح کتاب الجامع بن گیا۔ اس کتاب میں گزشتہ کتابوں اور بابوں کے رہے ہوتے اور جدید مضامین کی وہ حدیثیں آئیں گی جن کا تعلق آداب اور معاشرت سے ہو گا۔

باب الادب

یوں تو ادب کھانے پر بلانے کے معنے میں تھا۔ دُبۃٌ دسترخوان اور کھانے کو کہتے ہیں وہاں سے ہر عمدہ چیز کے لئے بلانے کے معنی میں لے لیا گیا۔ اب اس کی دو قسمیں ہو گئیں۔ کلام کی یا افعال کی عمدگی کی دعوت اول کو ادب الدرس اور دوم کو ادب النفس کہتے ہیں اس لئے ادب الدرس گفتگو اور نظم و نثر کی غلطیوں سے حفاظت کا فن ہو گیا اور ادب النفس افعال و اعمال کی غلطیوں سے بچاؤ کا علم ہو گیا جس کو دوسرے لفظوں میں تصوف یا علم الاخلاق یا اردو میں تہذیب کہہ دیتے ہیں۔ پھر ان دونوں کی دو قسمیں ہیں کسبی اور وہبی جو ملکہ فطرت میں ودیعت ہوتا ہے وہ وہبی ہے اور جو امور تعلیم و تربیت اور کتابوں وغیرہ سے حاصل کئے جاتے ہیں وہ کسبی ہیں ادب مفرد اور آداب جمع سے شرعی کتابوں میں وہ احکام مراد ہوتے ہیں جن کا تعلق باہمی معاشرت آپس کے حقوق طور طریق برتاؤ اور اخلاق و عادات سے ہوتا ہے یعنی ادب النفس اور جتنے فقرے یا اشعار ادب کی تعریف میں آتے ہیں۔ ان سب میں یہ ادب النفس ہی مراد ہوتا ہے ادب الدّرس پر لوگ غلط چسپاں کر لیتے ہیں اور پھر نتائج خلاف ملتے ہیں تو پریشان ہوتے ہیں۔ اب اس باب کی احادیث مع ترجمہ مختصر تشریحات پیش ہیں مضمون کے خلاصہ کے لئے ہر حدیث سے پہلے عنوان لکھ دیا گیا ہے راویوں کا حال مشکل الفاظ کا حل اور زیر زبر بھی لگا دیتے ہیں۔

اسلامی حقوق

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتٌّ اِذَا لَقِیْتَہٗ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَ اِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْہُ وَ اِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْہُ وَ اِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰہَ فَشَمِّتْہُ وَ اِذَا مَرِضَ فَعُدْہُ وَ اِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْہُ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں ۱ جب تم اس سے ملو السلام علیکم کہو ۲ جب تم کو بلائے اس کی بات مانو ۳ جب تم سے خیر خواہی چاہے خیر خواہی کرو ۴ جب چھینک لے اور الحمد للہ کہے تو تم یرحمک اللہ سے جواب دو ۵ جب بیمار ہو اس کی بیمار پرسی کرو ۶ جب مر جائے تو اس کے پیچھے چلو۔

راویؒ

حضرت ابوہریرہ کا نام یہ نہیں کنیت ہے ہریرہ چھوٹی بلی کو کہتے ہیں۔ آپ اس کو ساتھ رکھتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ (بلی والے) کہہ کر پکارا وہ ان کو ایسا پیارا لگا کہ لوگ نام سے ناواقف ہو گئے اختلاف ہے کہ ان کا نام عبد اللہ ہے۔ یا عبد الرحمٰن غزوہ خیبر میں اسلام لائے ہمیشہ حضورؐ کے ساتھ رہے آٹھ سو صحابہ و تابعین نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں ۵۸ھ میں مدینہ منورہ میں اٹھہتر سال کی عمر میں وفات پائی اسلام سے پہلے عبد شمس نام تھا۔

امام مسلم ابو الحسین کنیت مسلم بن الحجاج القشیری جن کی کتاب صحیح مسلم حدیث میں بخاری کے بعد دوسرے نمبر پر ہے ۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۶۱ھ میں وفات پائی کتاب مسلم کو تین لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا جو بحذف مکرر چار ہزار پر مشتمل ہے :- باقی آئندہ

خطبات شیخ بازخواں

حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا ادا کرنا بھی ضروری ہے

(حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کے کراچی تشریف لے جانے کے باعث اس ہفتہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات عالیہ ہدیہ قارئین کرام کئے جا رہے ہیں)

: نائب مدیر :

الحمد للہِ وکفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

(سورہ احزاب ع ۵ ۔ پ ۲۲)

ترجمہ :۔ اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

بالکل ٹھیک ہے ۔ لیکن اس کے لئے ایک شرط ہے کہ اور کوئی مانع نہ ہو ۔ سارا جسم تندرست ہو تو صحت جسمانی بحال سمجھی جاتی ہے اگر ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم بیقرار رہتا ہے ۔ سب جسم ٹھیک ہو اور پاؤں میں کانٹا چبھ جائے تو سارا جسم بے چین رہتا ہے صحت روحانی کی بھی بعینہٖ یہی حالت ہے کثرت سے ذکر الٰہی کرنے والے، مردوں اور عورتوں کی اللہ تعالےٰ بیشک مغفرت فرمائیں گے ۔ بشرطیکہ اور کوئی مانع نہ ہو اگر کوئی اور مانع ہو تو وہ کہے گا ۔ اے اللہ اس مرد یا عورت کو جزا نہ دی جائے ۔ بلکہ اس کو سزا دی جائے ۔ اللہ تعالیٰ اور مخلوق خدا سے تعلقات درست کرنے کا نام اسلام ہے ۔

خالق سے تعلق

اگر خالق سے تعلق درست ہے اور مخلوق سے درست نہیں ۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ذکر تو بہت کرتا ہے ۔ لیکن ماں باپ کو ستاتا ہے تو ان کو ستانے کی سزا بھگتنی پڑے گی ۔ اس کے بعد ذکر کی کثرت فائدہ دے گی ۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے ۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ

(رواہ ابن ماجہ باب البرّ والصّلۃ الفصل

ترجمہ : حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے ۔ آپؐ نے فرمایا وہ دونوں تیری جنت اور تیرا دوزخ ہیں ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِیْعًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِیًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاہُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَ اِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ

(باب البرّ والصلۃ الفصل الثالث)

ترجمہ :۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ والدین کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ہو ۔ وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں ۔ اور اگر (ان دونوں میں سے) ایک زندہ ہو تو پھر ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے) اور جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ والدین کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہو تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں ۔ اور اگر (ان دونوں میں سے) ایک (زندہ) ہو تو پھر ایک (دروازہ) کھلا ہوتا ہے ۔ ایک شخص نے عرض کیا ۔ اگرچہ ماں باپ ظلم کریں ۔ آپ نے فرمایا اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں اور اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں ۔

رشتہ داروں

کے علاوہ انسان پر اور بھی ذمہ داریاں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝

(سورۃ المطففین پ ۳۰)

ترجمہ :۔ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے ۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا لیں ۔ اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں ۔

یہ مرض مسلمان دوکانداروں میں عام طور پر پایا جاتا ہے ۔ الا ماشاء اللہ ۔ ذرا ترازو کی ڈنڈی اِدھر اُدھر کر دی ۔ یا دھڑے میں گڑ بڑ کر دی ۔ گاہک سمجھتا نہیں ۔ اس طرح اس کو نقصان پہنچایا جاتا ہے ۔ مسلمان کاروبار میں ہندو سے زیادہ کھوٹا ہے ۔ ہندو کی ساکھ تھی ۔ وہ اگر ہنڈی بھر کر دیتا تھا تو وقت پر ادا کرتا تھا ۔ مسلمان کی ساکھ نہیں ہے ۔ یہ پرسوں کے وعدہ پر قرضہ لے جاتا ہے ۔ لیکن وہ وعدہ قیامت تک پورا نہیں ہوتا ۔

ہندو مسلمان

تقسیم سے پہلے لاہور میں جب ہندو مسلم کا جھگڑا ہوتا تھا ۔ لڑائی میں جتنے مسلمان مرتے تھے اتنی مسلمانوں کی دوکانیں کھل جاتی تھیں ۔ امیر جوش میں آ کر غریبوں کو دوکانیں کھلوا دیتے تھے لیکن وہ کچھ نفع دینا تو درکنار اصل بھی کھا جاتے تھے

خالق اور مخلوق

دونوں کو راضی رکھنا ضروری ہے ۔ اگر آپ خالق کو تو راضی رکھتے ہیں ۔ اور مخلوق خدا کو لوٹ کھاتے ہیں تو آپ کو سزا دی جائے گی ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

میں کہا کرتا ہوں کہ امیر مشرک ہے اس سے نہ ڈرو ۔ وہ مقدمہ دائر کرے گا تو اس کا آپ

مقابلہ کر سکتے ہیں ۔ غریب سے ڈرو وہ موحد ہے وہ دونوں آنکھوں سے آنسو بہائے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرے گا ۔ اور تمہیں سزا مل جائے گی ۔

مسلمان کی بد اعمالی

کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدنام ہوتے ہیں ۔ انگریز ہے تو کافر مگر کاروبار میں کھرا ہے ۔ وہ دوائی کی بوتل پر جو لکھ کر بھیجتا ہے وہی اندر ہوتا ہے ۔ لیکن مسلمان اون میں پرانے جوتے ڈال کر بھیج دیتا ہے ۔ پتہ ہے کہ چوٹ کہاں پڑتی ہے ۔ چونکہ یہ کلمہ گو اور رسول اللہؐ کا امتی ہے ۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ کے اسمائے گرامی بدنام ہوتے ہیں ۔ بعض شریف زادے جب آوارہ ہو جاتے ہیں تو اپنے باپ دادا نام اور گھر کا پتہ نہیں بتلاتے کہ ان کی وجہ سے ان کے بزرگ بدنام نہ ہوں ۔

خود تکلیف

اٹھائیے لیکن دوسروں کو تکلیف نہ پہنچائیے میں بھی توبہ کرتا ہوں اور آپ سے بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ یہاں سے توبہ کرکے اٹھیے ۔

کامل انسان

وہ ہے جس کا تعلق باللہ اور تعلق بالمخلوق دونوں درست ہوں ۔ دونوں پہلو درست ہوں تو انسان تندرست سمجھا جاتا ہے اگر ایک پہلو فالج زدہ ہو تو سارا وجود بیکار ہوتا ہے ۔

مسلمان کے معنی

اللہ دتہ نہیں ۔ مسلمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو دل سے تسلیم کرے اور ان پر عمل بھی کرے جو تندرست ہو کر نماز نہ پڑھے نہ رمضان المبارک کے روزے رکھے صاحب نصاب ہونے کے باوجود نہ زکوٰۃ ادا کرے اور نہ حج کرے ۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اصطلاح میں مسلمان نہیں ۔ قرآن مجید متن ہے اور احادیث اس کی شرح ہیں ۔ ان دونوں کے مطابق اللہ تعالیٰ مسلمان سے معاملہ کریں گے ۔

ظلم کا نتیجہ

تاریخ بتلاتی ہے کہ مخلوق خدا پر ظلم کرنے سے سلطنتیں تباہ ہو جاتی ہیں ۔ دہلی کے لال قلعہ کے سامنے چاندنی چوک ہے ۔ مغلیہ خاندان کے آخری دور میں عشاء کی نماز کے بعد کوئی شخص پانچ روپیہ جیب میں ڈال کر چاندنی چوک سے نہیں گزر سکتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ سات ہزار میل دور سے خنزیر خور کو لایا ۔ جس نے نظام قائم کرکے دکھلا دیا ۔ سادات ۔ راجپوت ۔ پٹھان ، سب اس کے بوٹ چاٹتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ اب بھی دیکھ رہا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے پر ظلم کر رہے ہیں ۔ زنا ۔ قتل ۔ بددیانتی بلیک مارکیٹ ملاوٹ وغیرہ یہ سب جرائم عام ہو رہے ہیں ۔ اسلام صرف اللہ اللہ کرنے کا نام ہی نہیں ۔ بلکہ یہ نظام قائم کرنا بھی سکھاتا ہے ۔

عذاب الٰہی

لاہوری عذاب الٰہی کو بلا رہے ہیں ۔ ان کی اکثریت کا نہ اللہ تعالیٰ سے تعلق درست ہے ۔ اور نہ مخلوق خدا سے ۔ پولیس کی ایک محتاط اخباری رپورٹ کے مطابق لاہور میں پانچ ہزار زنا کے پرائیویٹ اڈے ہیں ۔ جس شہر میں پانچہزار جگہ آگ لگ جائے وہ شہر بچ سکتا ہے ؟

مسلمان کی غفلت

مسلمان عام طور پر ایک اور حق تلفی کرتے ہیں ۔ دو فیصدی بمشکل اس سے بچتے ہونگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ۝ الآیۃ (سورۃ التحریم پ۲۸)

ترجمہ :۔ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ) قُوا امر کا صیغہ ہے ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ خاوند اپنی بیوی اور ماں باپ اپنی اولاد کو دوزخ سے بچانے کے ذمہ دار ہیں۔

مسلمان عموماً اس فرض سے غافل ہیں ۔ لڑکا اور لڑکی بی اے تو ہو گئے ہیں ۔ لیکن قرآن مجید ناظرہ بھی نہیں آتا ۔ اوّل تو ماں باپ کے ذمہ فرض ہے کہ وہ لڑکیوں کو دین کا پابند بنائیں اگر ماں باپ نے دین نہیں سکھایا تو خاوند کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کو دین سکھائے ۔ اگر نہ ماں باپ نے دین سکھایا نہ خاوند نے تو دونوں ملزم ہوں گے قیامت کے دن بے دین اولاد ماں باپ پر لعنت بھیجے گی ۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۝ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝ (سورہ احزاب ع ۸ پ ۲۲)

ترجمہ :۔ جس دن ان کے منہ آگ میں الٹ دیئے جائیں ۔ کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا ۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر ۔

تعلیم جدید

ذریعہ معاش ہے ۔ اس سے نوکری مل جائیگی لیکن یہ ذریعہ نجات نہیں ۔ ذریعہ نجات قرآن مجید اور اس کی شرح حدیث شریف کی تعلیم ہے ۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے فرض کو سمجھنے اور اس کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

بقیہ :۔ ایڈیٹوریل

کو اظہار حق کی بھی اجازت نہیں دیتی ۔ اس نے زبان وقلم پر پہرے بٹھا رکھے ہیں اور اس کا واضح ثبوت ماسٹر تارا سنگھ کا حسب ذیل جملہ ہے جو انہوں نے پاکستان کی سرزمین میں قدم رکھتے ہی اخبار نویسوں کے جواب میں دیا " کیا آپ مجھ سے بیان لے کر میرا بھی وہی حشر دیکھنا چاہتے ہیں جو شیخ عبداللہ کا ہوا ہے "؟ اس جملہ سے کس قدر بے بسی اور مجبوری کا اظہار ہو رہا ہے اور کتنی ہی گفتنی و ناگفتنی حکایتیں اس ایک جملہ کے اندر زبان حال سے صدا کرتی ہوئی سنائی دیتی ہیں ! معلوم ہوتا ہے ہندوستان ایک وسیع جیل خانہ ہے جس میں اقلیتوں کو زبان کھولنے اور اظہار مدعا تک کرنے کی اجازت نہیں ۔ مگر اس کے باوجود بھارت اپنے آپ کو جمہوریت کا داعی اور سیکولرازم کا نقیب گرداننا ہے ۔ اور آزاد قوموں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتا ہے ۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا نام خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ہم ان الفاظ میں بھارت کی اقلیتوں کو ملک میں کوئی گڑ بڑ کرنے کی ترغیب نہیں دے رہے بلکہ آزاد اقوام کے سامنے بھارت کے دعاوی کی قلعی کھول رہے ہیں ۔ اور حکومت ہندوستان کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اقلیتوں کے بارے میں اپنے رویہ پر نظر ثانی کرے ۔

دعوتِ ایمان وعمل

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کی ایک تقریر مضمون کے پیرایہ میں

خطبہ مسنونہ کے بعد

دینی بھائیو اور دوستو!

اللہ تعالےٰ کا قانون ہے کہ اس دنیا میں جو کوئی جس مقصد کے لئے بھی اس کے طریقے پر محنت کرے گا۔ اسے وہ مقصد کسی نہ کسی درجہ میں ضرور حاصل ہو گا۔اب جو شخص دنیا کی کسی چیز کو مقصد بنا کر دینوی طریقے پر اس کے لئے محنت کرے اللہ تعالےٰ جس حد تک چاہتے ہیں اسکو وہ چیز عطا فرما دیتے ہیں اور جو شخص آخرت کو موضوع و مقصد بنا کر اس کے لئے صحیح محنت کرے اس کو اللہ تعالےٰ آخرت کی نعمتیں بھرپور عنایت فرمائیں گے۔

آخرت کی محنت کے دو درجے ہیں ایک یہ کہ آدمی پوری زندگی تو اس طرح نہ گزارے جس طرح آخرت کے طالب کو گزارنی چاہیئے اور اپنے آپ کو دین کا پورا پورا تابع تو نہ بنا سکے مگر کچھ کام اللہ کی رضا والے کرے۔اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی کارخانے میں تھوڑا سا حصّہ ڈال کر شریک ہو جاتے۔ یہ آدمی کارخانہ میں حصّہ دار تو ضرور ہو جاتا ہے لیکن اسے اپنے حصّے کا نفع بھی جب ہی ملے گا جب کارخانہ کا حساب ہو اور منافع کی تقسیم کا وقت آئے درمیان میں اگر اسے ضرورت ہو تب بھی نہیں مل سکتا حتیٰ کہ اگر اپنی کسی ضرورت کے لئے اپنا سرمایہ ہی اس میں سے نکالنا چاہے تو اس کا نکلوانا بھی اس کے اختیار میں نہیں ہے اسی طرح جو شخص آخرت کے کچھ اعمال کرتا ہے وہ آخرت کی نعمتوں میں حصہ دار تو ضرور بن گیا لیکن اس حساب میں اس کو اسی وقت ملے گا جب آخرت میں پوری زندگی کا حساب کتاب ہوگا۔ اور جو شخص اپنی پوری زندگی دین کے ماتحت کردے اور اپنے ہر کام میں اللہ کی رضا اور آخرت کو سامنے رکھے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اپنے ذاتی سرمایہ سے اپنا کارخانہ قائم کرے وہ جب چاہے کارخانہ کے منافع میں سے اور اصل سرمایہ سے بھی نکال سکتا ہے

مومن کامل کا حال یہی ہے وہ اپنے ایمان اور عمل کا پھل آخرت سے پہلے دنیا میں بھی پاتا ہے اور اللہ تعالےٰ اس کو اس دنیا میں بھی حیات طیبہ عطا کرتا ہے وہ دعا کرکے بھی اللہ تعالےٰ سے اپنے مسائل حل کرا لیتا ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول کی اصل دعوت اسی درجے کے لئے ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً (اے ایمان والو! پورے پورے اسلام میں آجاؤ اور اپنی پوری زندگی کو خدا کی فرمانبرداری میں دیدو)۔۔جو لوگ ایسا کریں گے ان کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ غیب سے ان کے مسائل حل کریگا (وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ)

زندگی کے مسائل کے لئے محنت کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ اس کائنات کی جن چیزوں سے مسائل حل ہوتے نظر آئیں براہ راست ان چیزوں پر ہی محنت کی جائے جیسے غلّہ حاصل کرنے کے لئے زمین پر (یعنی زراعت پر) محنت کی جائے دولت حاصل کرنے کے لئے دکانوں پر (یعنی تجارت پر) محنت کی جائے۔یعنی جو چیز اس دنیا میں جہاں سے حاصل ہوتی ہوئی نظر آئے اس کے حاصل کرنے کے لئے بس اسی شئے پر محنت کی جائے۔ یہ طریقہ عام انسانوں کا بلکہ حیوانوں کا بھی ہے دنیا کے سارے حیوانات کا یہی حال ہے کہ ان کو جو چیز جہاں سے نکلتی ہوئی دکھائی دیتی ہے اس کو وہیں حاصل کرنے کی وہ کوشش کرتے ہیں اس کے آگے پیچھے وہ کچھ نہیں جانتے۔

دوسرا طریقہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کا ہے وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ سب کچھ اللہ کے قبضہ و اختیار میں ہے اور اس کے زیر حکم ہے۔غلہ جو زمین سے نکلتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ وہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے (ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَہٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ) صحت و شفا۔جو بظاہر دوا سے حاصل ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ اصل اللہ کے حکم سے حاصل ہوتی ہے (وَاِذَا مَرِضْتُ فَہُوَ یَشْفِیْنِ)۔۔ اسی طرح نفع جو بظاہر تجارت اور دوکانداری سے حاصل ہوتا ہوا نظر آتا ہے وہ اللہ ہی کے حکم سے ملتا ہے۔ اگر اللہ نہ چاہے تو نہ ملے الغرض اس کائنات کی کسی چیز سے جو کچھ ہوتا ہوا نظر آتا ہے انبیاء علیہم السلام نے بتلایا کہ وہ۔ دراصل اس چیز سے نہیں ہوتا، بلکہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے (قُلِ اللّٰہُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ)

اس لئے ان کا اور ان کے ماننے والوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ تمام مسائل کی کنجی اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں یقین کرتے ہوتے ان اعمال اور اخلاق پر زور دیتے ہیں جن سے اللہ تعالےٰ کی رضا وابستہ ہے، وہ پورے یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اللہ کی رضا والے اعمال و اخلاق اختیار کرو تاکہ ارادۂ الٰہیہ تمہارے مسائل کے حل کی طرف متوجہ ہو، اس لئے کبھی کبھی تو وہ ظاہری اور دینوی اسباب کو ہاتھ لگائے بغیر ہی بالکل معجزانہ طور پر اللہ تعالےٰ سے بڑی بڑی تبدیلیاں کرا لیتے ہیں۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو جب ان کی قوم نے بہت ستایا اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو انہوں نے بس۔ اللہ کی جناب میں ہاتھ اٹھائے اور پوری قوم کی تباہی مانگی (رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا) اللہ نے ایک سخت تباہ کن سیلاب بھیجا جس نے ایک ظالم کو بھی زندہ نہ چھوڑا (فَاَغْرَقْنٰہُمْ اَجْمَعِیْنَ ۔۔۔ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ٥)

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام جب عاجز آ گئے تو انہوں نے فرعون اور اس کی حکومت کا زور توڑنے کے لئے کوئی دینوی اور مادی تدبیر تو نہیں کی، نہ ان کے حالات ایسے تھے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی قدرت اور طاقت پر کامل یقین کرتے ہوتے نمازوں کے بعد دعا کی کہ:۔ فرعون جس دولت و حکومت کے بل پر مظالم ڈھا

رہا ہے اور تیرے بندوں کو تیری بندگی کے راستہ سے روک رہا ہے اے اللہ تو اس مال و دولت اور طاقت و حکومت کو مٹا دے اور جھاڑو پھیر دے (رَبَّنَا اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ) اللہ تعالےٰ نے ان کی یہ دعا قبول کی اور فرعون اور فرعونیت کو نیست و نابود کر دیا گیا۔

اسی طرح قوم ثمود، قوم عاد، قوم مدین اور قوم لوط یہ سب بھی براہ راست اللہ کے حکم سے تباہ ہوئیں، ان کو ختم کرنے کے لئے کوئی دنیوی اور مادی کوشش ان میں آنیوالے پیغمبروں نے اور ان کے ساتھیوں نے نہیں کی تھی۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی بیوی اور نومولود بچے حضرت اسمٰعیلؑ کو اللہ کے حکم سے اس وادی غیر ذی ذرع میں چھوڑا جس میں انسانی زندگی کا کوئی سامان نہیں تھا حتیٰ کہ پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا تو ان کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سامان حیات پیدا کرنے کی کوئی دنیوی اور اسبابی کوشش بالکل نہیں بلکہ بس اپنے مالک اور پروردگار سے دُعا کی :- (رَبَّنَآ اِنِّىْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِىْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِىْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِىْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ)

اللہ تعالےٰ نے براہ راست اپنی خاص قدرت سے ان کے لئے زمزم کا چشمہ جاری کیا جس کا پانی آج بھی مشرق و مغرب تک پیا جاتا ہے اور اس بے آب و گیاہ وادی کو ایسا مرکز بنا دیا کہ ہر طرف سے کھانے پینے کی چیزیں وہاں پہونچنے لگیں اور آج تک پہونچ رہی ہیں — یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے صدقہ میں اپنی قدرت سے کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے لئے دعا کے سوا کوئی اسبابی محنت نہیں کی تھی۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے تبعین اللہ ہی کے حکم سے اسباب کے راستہ سے بھی محنت کرتے ہیں۔ لیکن اس محنت میں بھی ان کے دل کی نگاہ رب الاسباب ہی پر جمی ہوتی ہے وہ یقین رکھتے ہیں اور زبان سے کہتے بھی ہیں کہ جو کچھ ہم کر سکتے ہیں وہ اللہ کے حکم سے کر رہے ہیں اور کریں گے لیکن اصل کرنے والا اللہ تعالےٰ ہی ہے وجود میں وہی آئے گا جو اس کا فیصلہ ہو غزوۂ بدر سے لے کر فتح مکہ تک جتنے غزوات ہوئے ان سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے امکان بھر اسبابی جدوجہد بھی کی اور جو کچھ اس وقت کر سکتے تھے وہ سب کچھ کیا لیکن ہر لمحہ دل اس یقین سے معمور رہا کہ اصل کرنے والا اللہ تعالےٰ ہی ہے جو کچھ ہو گا اسی کے ارادہ اور فیصلہ سے ہو گا چنانچہ تمام غزوات میں جب آپ کو فتح حاصل ہوئی تو آپ نے اللہ تعالےٰ کی حمد و شکر کے ساتھ بار بار اس کا اعلان فرمایا کہ جو کچھ ہوا ہے اللہ کی مدد سے، بلکہ صرف اسی کے کرنے سے ہوا ہے۔

بہرحال انبیاء علیہم السلام اور ان کے ساتھیوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ آخرت اور جنت کی طرح دنیا کی چیزوں کے بارے میں بھی یہ یقین کرتے ہیں کہ ان کا دینا نہ دینا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اس لئے یہاں کی چیزوں کے لئے بھی ان کی اصل اور اولی محنت اللہ کی رضا والے اعمال پر ہوتی ہے۔ خدا سے غافل ہوکر وہ دنیا کی شی چیز پر محنت قطعاً نہیں کرتے۔ انبیاء و صدیقین اور شہدا و صالحین کا طریقہ یہی ہے اور اسی طریقے سے اللہ کی مدد کے دروازے کھلتے ہیں

دنیا کی چیزوں کے لئے براہ راست صرف ان چیزوں پر محنت کرنا جیسا کہ میں نے کہا عام انسانوں کا بلکہ عام جانوروں کا طریقہ ہے ان کے پاس اپنے تجربے اور مشاہدے کے سوا علم و یقین کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اور ہمارے پاس حقیقی علم اور یقین کا ذریعہ انبیاء علیہم السلام کی اطلاعات ہیں۔ کائنات میں سے چیزوں کا نکلنا جو ہم کو نظر آتا ہے انبیا علیہم السلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ذریعہ اس کی نفی کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ:-

چیزوں کا وجود نظر آنے والی چیزوں سے نہیں ہے بلکہ اللہ کے حکم سے ہے جو نظر نہیں آتا۔ وہ فرماتے ہیں کہ:-

اصل وہ نہیں ہے جو آنکھوں کو نظر آ رہا ہے بلکہ اللہ کا وہ حکم اور ارادہ ہے۔ جو نظر نہیں آ رہا۔

یہی ایمان بالغیب ہے اس لئے انبیا علیہم السلام پر ایمان لانے والوں کا طریقہ قیامت تک کے لئے یہی ہونا چاہیئے کہ ان کی نظر میں اصل اہمیت اشیاء والی محنت کی نہ ہو۔ بلکہ اس سے زیادہ فکر اس ایمان اور ان اعمال و اخلاق کی ہو جن پر اللہ تعالےٰ کی مدد ہوتی ہے۔

بدقسمتی سے اس وقت کا حال یہ ہے اپنے مسائل کے لئے ان کی ساری محنتیں اس طریقے پر ہو رہی ہیں جو عام انسانوں اور جانوروں کا طریقہ ہے ہمارا کہنا یہ ہے کہ مسلمان اس طرز عمل کو بدلیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور ان کے تبعین کا طریقہ اختیار کریں اس طریقے پر محنت کرنے سے اللہ کی غیبی طاقتیں ساتھ ہو جاتی ہیں یہ وہ طاقتیں ہیں جو روس یا امریکہ کے ایٹم بموں یا راکٹوں سے بھی شکست نہیں کھا سکتیں۔ بلکہ یہ راکٹ اور ایٹم بم اللہ کی غیبی طاقتوں کے مقابلے میں مچھر اور مکھی کی طرح بے حقیقت ہیں۔ جو لوگ اللہ کو اور اس کی طاقتوں کو نہیں جانتے ان کو یہ باتیں عجیب سی معلوم ہوں گی۔ لیکن حقیقت بالکل یہی ہے (وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ — اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ)

مسلمان جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیا علیہم السلام والے اس طریقہ کو اختیار کرنے کا فیصلہ کریں گے تو سب سے پہلا کام یہ ہو گا کہ وہ اپنے اندر کے یقین کو ٹھیک کریں اور چیزوں سے اور مادہ سے کچھ ہونے کے بجائے اللہ کے حکم سے ہونے کا یقین پیدا کریں۔ یہ یقین اس زمانہ کے حالات میں خاص مشق اور مجاہدہ کے بغیر اور دنیوی انہماک اور مادیات کی مشغولیات میں کمی کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ بھی زندگی کے نقشے میں بہت بڑی تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔ نفس کی خواہش کے بجائے اللہ کے احکام کے تحت زندگی گزارنی پڑے گی۔ صحابہ کرام کی زندگی کے نقشہ کو سامنے رکھ کر طے کرنا پڑے گا کہ زندگی میں سے کتنا وقت مسلمان کا کمانے میں لگنا چاہیئے اور کتنا عبادت اور تعلیم و تعلم میں، اور کتنا زندگی کو صحیح کرنے والی مشق و محنت میں؟ پھر کمائی کو اللہ کے احکام کا کرنا پڑے گا۔ رشوت چھوڑنی پڑے گی زیادہ نفع حاصل کرنے کے لئے جھوٹ جس کا اب

عام رواج ہوگیا ہے بالکل چھوڑنا پڑے گا۔اس کے علاوہ جو ناجائز طور طریقے آج کل کمائی میں عام طور سے رائج ہو گئے ہیں ان سب کو چھوڑنا پڑے گا پھر اس کی وجہ سے کمائیوں میں کمی آئے گی اس کو بھی برداشت کرنا پڑے گا پھر یہ بھی طے کرنا ہوگا کہ اپنی کمائی میں سے کتنا اپنے اوپر خرچ کیا جائے اور کتنا اللہ کے دوسرے ضرورت مند بندوں پر۔

آج حالت یہ ہے کہ جس شخص کی کمائی زیادہ ہے وہ یا تو قارون کی طرح اپنا خزانہ بڑھائے جارہا ہے یا عیاشوں کی طرح اپنی فضول خرچیوں میں اضافہ کئے جارہا ہے ایک مکان موجود ہے تو اس سے عالیشان دوسرا مکان بنانا چاہتا ہے۔سواری کے لئے ایک موٹر موجود ہے تو دوسری اس سے بڑھیا خریدنا چاہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے ان برائیوں کو مٹانے کے لئے آئے تھے جب مسلمان اپنی زندگی حضور کے طریقے پر لانے کا فیصلہ کریں گے۔تو انہیں یہ کرنا پڑے گا۔کہ خود چھوٹے معمولی سے مکان میں گزارا کریں اور اپنی فاضل کمائی سے اللہ کے بےگھر بندوں کے لئے مکان بنوائیں، خود سادہ اور معمولی کھائیں اور اس طرح جو بچت ہو اس سے ان بھوکوں کی روٹی کا انتظام کریں۔ جن کے پاس پیٹ بھرنے کا سامان نہیں ہے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی میں حضور کے طریقے پر کم سے کم خرچ کریں اور جن غریبوں کی بیٹیاں ناداری کی وجہ سے گھر بیٹھی ہوئی ہیں۔اپنی کمائی سے ان کی شادیوں کا بندوبست کریں۔پھر ان معاملات میں مسلم اور غیر مسلم کی بھی تفریق نہیں ہوگی اللہ تعالےٰ نے یہ حقوق سب حاجت مندوں کے لئے رکھے ہیں اس لئے یہ سلوک سب کے ساتھ کرنا ہوگا۔۔۔ آج مال و دولت کے بارے میں اور کمائی اور اس کے خرچ کے معاملہ میں ہمارا طریقہ محمد رسول اللہ والا طریقہ نہیں ہے ابوبکرؓ و عمرؓ والا طریقہ نہیں ہے بلکہ یہودیوں اور مہاجن بنیوں والا طریقہ ہے جس پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے لعنت اور غضب کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

الغرض حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر آنے کے لئے مسلمانوں کو اپنی پوری ظاہری اور باطنی زندگی کا نقشہ بدلنا ہوگا۔اور اس سب کے ساتھ ایمان، عمل صالح اور اخلاق والی زندگی کو دنیا میں پھیلانے اور فروغ دینے کے لئے محنت اور مجاہدہ بھی کرنا پڑے گا اور اس میں نیت صرف اللہ کی رضا اور اس کے بندوں کی خیرخواہی اور نفع رسانی کی ہوگی جب جاکر زندگی وہ بنے گی جس کو لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آئے تھے۔

یہ زندگی اگر کچھ افراد اختیار کرلیں گے تو اللہ تعالےٰ ان کے انفرادی مسئلے اس دنیا میں بھی حل فرمائے گا۔اور آخرت میں بھی ان کو خاص الخاص نعمتوں سے نوازا جائے گا اور اگر یہ زندگی مسلمانوں کی اجتماعی زندگی بن جائے اور ان کا معاشرہ اس رنگ میں رنگ جائے تو اللہ تعالےٰ ان کے اجتماعی مسائل بھی اپنی خاص قدرت سے حل کریگا جن کے دلوں میں ان کی دشمنی ہے یا تو ان کے دوست اور فدائی بنا دیئے جائیں گے اور جو اس کے بعد بھی دشمنی پر قائم رہے تو، یا تو تباہ و برباد کردیئے جائیں گے یا ذلت کا عذاب ان پر مسلط ہوگا یہی اللہ کا وعدہ ہے اور یہی سنت اللہ ہے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا۔

ہم مسلمانوں کو اسی زندگی کے حاصل کرنے اور اپنانے کی دعوت دیتے ہیں، نہ صرف اس لئے کہ ان کے موجودہ مسائل ومشکلات حل ہوں بلکہ اس لئے کہ دراصل یہی مقصد تخلیق ہے اور اسی کے لئے تمام انبیاءؑ کی بعثت ہوئی ـــــ ہمارا ایمان ہے کہ اگر ہم نے رسول اللہ والا یہ راستہ اختیار کیا تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتیں ہمارے سامنے جھکنے پر مجبور ہوں گی اور دنیا کا ہر مسئلہ ہمارے مسئلہ کے تابع کردیا جائے گا اللہ تعالےٰ کے وعدے ملک و مال پر نہیں ہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح پر ہیں۔اس لئے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کے نزدیک سب سے اہم اور مقدم ایمان اور اعمال کی درستی کی فکر اور جدوجہد ہے خاص کر ہماری کامیابی اور فلاح اسی سے وابستہ ہے، مسجدوں کے میناروں سے پانچوں وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعوت اور پکار آج بھی دہرائی جاتی ہے کہ:۔

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

(نماز کو آؤ، یہاں تمہاری فلاح کا سامان ہے اس کو یہاں مسجد میں آکر حاصل کرو) مسجد دراصل ایمان حاصل کرنے کی جگہ اور ایمانی زندگی کی تعلیم و تربیت کا مرکز تھا۔وہاں ہر وقت ایمان افروز ماحول اور ایمان آفریں تذکرے رہتے تھے اور نماز اللہ تعالےٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے اور پوری زندگی میں یعنی زندگی کی ہر نقل و حرکت میں اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی مشق و تربیت کا ایک نظام تھا لیکن اب مسجد محلہ کے سرمایہ داروں کا ایک تابعدار ادارہ ہے، کیونکہ موذن اور امام صاحب کو وہی تنخواہ دیتے ہیں اور دوسرے انتظامات بھی وہی کرتے ہیں اس لئے وہاں بھی انہیں کی چلتی ہے اور اس لئے قدرتی طور پر مسجدوں میں بھی انہیں کا مزاج اور طریقہ متعدی ہوتا ہے۔۔اب مسجدوں اور نمازوں کے ساتھ لوگوں کا تعلق صرف اتنا ہے کہ گھڑی دیکھ کر چند منٹ کے لئے آتے ہیں اور جن تقاضوں اور مشغلوں سے نکل کر آتے تھے بس جلدی جلدی بے جان قسم کی چند رکعتیں پڑھ کر اپنے انہیں تقاضوں اور مشغلوں میں واپس چلے جاتے ہیں

میں یہ نہیں کہتا کہ یہ مسجدیں اب مسجدیں نہیں ہیں اور نمازیں نمازیں نہیں ہیں ہاں یہ کہتا ہوں کہ ان مسجدوں اور نمازوں سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ زندہ تعلق اور وہ ایمانی زندگی حاصل نہیں ہو رہی اور نہیں ہو سکتی جس سے ہماری فلاح وابستہ ہے اور جس کے لئے ہم کو "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کسی ملک یا حکومت کے سہارے نہیں چھوڑا تھا بلکہ بتایا تھا کہ تمہاری اصل طاقت ایمان اور اخلاق ہے تمہاری کامیابی انہیں سے وابستہ ہے اور ایمان و اعمال و اخلاق پیدا کرنے اور ان کی تربیت حاصل کرنے کے لئے آپ مسجد کو ایک مرکز بنا گئے تھے اور اپنے عمل سے اس کا ایک خاص ماحول اور نقشہ بھی بنا گئے تھے جو آپ کے زمانہ میں مسجد نبوی کا ماحول اور نقشہ تھا اور بعد میں حضرات خلفائے راشدینؓ کے زمانہ میں بھی وہی ماحول اور نقشہ رہا۔

ہم اس جدوجہد کے ذریعہ جس کا نام تبلیغ پڑگیا ہے یہی کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ مسجدوں کا پھر وہی ماحول و نقشہ بنے جو مسجد نبوی کا تھا۔وہاں ایمانی تذکرے اور ایمانی مجلسیں ہوں۔تعلیم و تعلم کے حلقے ہوں ذکر و عبادت اور خشیت و انابت کی فضا ہو دینی تقاضوں کی فکریں اور ان کے بارے میں مشورے

باقی صفحہ ۱۳ پر

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا

واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

(سورہ بقرہ)

تحریر: محمد عثمان غنی بی اے

منعقدہ: ۲۷ جون ۱۹۶۵ء

پارہ الٓمٓ رکوع ۲ آیت ۱۱تا آیت ۱۶

میرے بزرگو، دوستو اور بھائیو! پچھلے درس سے پہلے درس میں انہی آیات گرامیہ کو تلاوت کیا گیا تھا اور اس کی تمہید میں میں نے عرض کیا تھا کہ قرآن کریم نے یہاں سے انسانوں کی تیسری قسم کو بیان فرمانا شروع کیا ہے۔ جو دین کے لئے اور انسانیت کے لئے نہایت تباہ کن ایک فرقہ اور ایک طبقہ ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں منافق کہا جاتا ہے یہ طبقہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس وقت پیدا ہوا جب حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور اسلام دن بدن پھیلنے لگا تو کچھ لوگ وہ تھے جنہوں نے سامنے حضورؐ کی مخالفت کی اور کچھ وہ تھے جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل کے ساتھ ایمان کی دولت سے اپنے آپ کو نوازا اور بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے زبانی طور پر تو کلمہ پڑھ لیا لیکن در حقیقت اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے اور یہ ہی گروہ اسلام کے لئے بڑا خطرناک ثابت ہوا اور اس کا وہ سلسلہ آج تک باقی ہے اور یہ باقی ہی رہے گا۔ اللہ ان کی شرارتوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

تو ان کی کچھ کیفیت اللہ تعالیٰ نے شروع کلام سے پہلے بیان فرما دی ہے۔

فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا

ان کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ بیماری دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے جس طرح کہ اسلام بڑھتا چلا جا رہا ہے اسی طرح ان کی وہ بیماری بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ آج کی جو آیات گرامیہ تلاوت کی گئی ہیں ان میں ان کے نظریے کی شرارتوں کو اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا اور ساتھ ہی ہمیں بھی متنبہ فرمایا کہ تم بھی اگر اپنے ایمان کو اس نہج پر لاؤ گے تو میرے نزدیک تمہارے اس ایمان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہو گی تمہارا ایمان ایک کھرا اور صحیح ایمان ہونا چاہیئے مثلاً اس ضمن جو پہلی آیت ارشاد فرمائی۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ○

ترجمہ:- جب ان منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ تم زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو وہ جواب میں یہ کہتے ہیں کہ اصلاح کرنے والے تو ہم ہی ہیں۔ یعنی اپنے اس فساد کو وہ اصلاح سمجھتے ہیں۔ ان کی یہ بیماری اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ وہ اپنے آپ کو تندرست اور دوسروں کو بیمار سمجھتے ہیں۔ اپنے آپ کو مصلح اور دوسرے کو مفسد سمجھتے ہیں۔ اپنے آپ کو نیک اور دوسروں کو برا سمجھتے ہیں۔ اپنے آپ کو دانا اور دوسروں کو بیوقوف سمجھتے ہیں۔ تو قرآن کریم نے ان کی پہلی جو نشانی تبلائی وہ یہی ہے کہ وہ اپنے اس فساد کو اصلاح سمجھتے ہیں۔ اپنے اس نفاق کے متعلق ان کا فیصلہ ہے کہ ہم دنیا کی اصلاح کر رہے ہیں۔ اصلاح کیا ہے کہ ہم مسلمانوں کے پاس بیٹھتے ہیں تو ان کے گن گاتے ہیں، کافروں کے پاس بیٹھتے ہیں تو ان کے گن گاتے ہیں۔ ہم تو دونوں کو خوش کر رہے ہیں اور یہ "اصلاح" ہے۔ ہم لڑاتے نہیں کہ مسلمانوں کے پاس جا کے کہہ دیں کہ جی تمہارے دین میں فلاں فلاں باتیں اچھی ہیں اور کافروں کے پاس جا کے کہہ دیں کہ تمہارے دین میں فلاں فلاں باتیں بری ہیں۔ ہمیں کیا پڑی ہے کہ ہم دونو کے ساتھ لڑتے رہیں یا دونوں سے ہم اپنے جھگڑے ڈالیں۔ ہم تو "مصلح" ہیں۔ اصلاح کرنے والے ہیں اور اصلاح کا مفہوم ان کے نزدیک کیا تھا؟ کہ سب کو خوش رکھو۔

میرے دوستو اور میرے بزرگو! ایک نظریہ دنیا میں یہ بھی چلا، اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا وہ نظریہ یہ ہے کہ سب کو اچھا سمجھو۔ جہاں تک انسانی قدروں کا تعلق ہے۔ جہاں تک انسانی بہتری اور بہبودی کا تعلق ہے۔ جہاں تک کائنات کی بہتری اور بہبودی کا تعلق ہے، اس حد تک تو ہر کسی کو اچھا سمجھنا اور معقول بھی ہے۔ مثلاً اگر ایک انسان دیکھتا ہے کہ کتا پیاسا ہے۔ انسان میں اور کتے میں کتنا فرق ہے؟ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ کتا بدترین مخلوقات ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اس پیاسے کتے کو پانی پلا دیا جائے۔ یہ ہے اصلاح۔ اس پیاسے کتے کو پانی پلا دیا جائے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے آپ سے پوچھا گیا جیسے کہ بخاری شریف میں ہے آپ میں سے اکثر دوست جانتے ہوں گے یا سنتے رہتے ہوں گے کہ ایک فاحشہ عورت یا ایک بدکار مرد کی مغفرت اس لئے ہو گئی تھی کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ حضرتؐ! کتے کے ساتھ بھی بھلا کرنے میں کچھ اجر ہے؟ فرمایا

فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبَۃٍ اَجْرٌ

ہاں کتا تو کتا رہا جس کے بدن میں تر جگر ہے اس کے ساتھ نیکی کرنے میں اجر ہے یعنی ہر ذی روح کے ساتھ نیکی کرنے میں اجر ہے۔ ذی روح تو بجائے خود رہا رحمۃ للعالمین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہاڑوں کے متعلق ہدایات دیں پودوں کے متعلق ہدایات دیں۔ سبز پودوں کو مت کاٹو زمین پر اکڑ کر مت چلو ناجائز طریقے پر زمین پر پاؤں مت مارو زمین پر ایسی لاٹھی مت مارو کہ جس سے زمین میں سوراخ ہو جائے۔

مقصد عرض کرنے کا یہ ہے کہ جہاں تک اصلاحِ عالم کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوقات کے ساتھ بہتری کا سلوک کیا جائے اس کا تو سب سے پہلا داعی اسلام ہے اور سب سے پہلے یہ پہلو اسلام نے پیش کیا کہ اللہ تعالیٰ کی ساری کائنات کے ساتھ اچھا اور بہتر سلوک کرو لیکن جہاں تک اس کی برائیوں کے بیان کرنے کا تعلق ہے اسلام یہ کہتا ہے کہ برے کو برا کہو۔ برے کی برائی کو بیان کرو۔ اپنی زبان کو مت دباؤ۔ ایسی غلط پالیسی مت اختیار کرو۔ اگر تمہارے سامنے کسی شرابی کا ذکر آئے تو شراب کی برائی کو بیان کرو۔ اس کی ذات کے ساتھ عداوت تو تمہیں نہیں ہے۔ تم شراب کی برائی بیان کرو، تم زنا کی برائی بیان کرو۔ تم قاتل کے قتل کی برائی بیان کرو۔ کافر کے کفر کو

بیان کرو تم یہ مت کرو تمہارے سامنے اگر فرعون کا ذکر آ جائے تو کہہ دو کہ جی کیا کہیں ہم سے تو سب ہی اچھے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے فرعون لعنتی ہے۔ جہنمی ہے۔ تمہارے سامنے ابولہب کا ذکر آ جائے تو تم کیا کہو گے؟ قرآن نے فرمایا۔ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ٥ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ٥

یہ نظریہ درحقیقت ان لوگوں کا ہے جو لوگ کسی کے ساتھ الجھتے نہیں اور اپنا وقار قائم کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ہم نے کسی کو اپنا مخالف بنا لیا تو ہماری ترقی میں رکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی۔ چلو جی یہ کہہ دو کہ ہم سے سب اچھے بھائی کیوں؟ جس کو اللہ تعالیٰ برا کہتا ہے تم کیوں اس کو برا نہیں کہتے؟ جب اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ جب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شراب پینے والے پر خدا کی لعنت، پلانے والے پر خدا کی لعنت اور شراب بنانے والے پر خدا کی لعنت فروخت کرنے والے پر خدا کی لعنت، ایجنٹی کرنے والے پر خدا کی لعنت، تم اس حدیث کو کیوں نہیں بیان کرتے، تم کیوں کہتے ہو کہ اگر شراب پیتا ہے تو اپنی جگہ ہے۔ مجھ سے تو اچھا ہے۔ تجھ سے کیوں اچھا ہے؟ تم یہ کہہ دو کہ الحمد للہ میں شراب نہیں پیتا یہ شرابی ہے الحمد للہ میں بے نماز نہیں ہوں یہ بے نماز ہے اس صفت سے تو تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اس کے عیبوں کو ضرور بیان کرو یہ دعویٰ کرنا کہ إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ کہ جی ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں جس کے پاس بیٹھے رہے اس کے ہی گن گاتے رہے، سخت دھوکہ میں اپنے آپ کو ڈالنے کے مترادف ہے۔

میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے مجالس السنۃ ایک کتاب ہے ہماری، احادیث اربعین کی شرح لکھی ہے اس میں میں نے واقعہ پڑھا ہے اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کا کہ وہ تشریف لے گئے کسی بستی میں جا کر دیکھا ایک جنازہ تھا اس پر بڑا ہجوم ہے۔ مخلوقات بڑی کافی ہے ایک آدمی مر چکا تھا جنازہ پڑھنے کے بعد انہوں نے متعدد آدمیوں سے تبادلہ خیالات کیا۔ پوچھا بتاؤ بھائی یہ آدمی کیسا تھا؟ اس محفل میں سے جتنا بڑا مجمع تھا کسی آدمی نے بھی نہیں کہا اس کے متعلق کہ یہ سخت گیر تھا یا اس کی عادت سخت تھی یا کسی معاملے میں متعصب تھا یا کسی معاملے میں متشدد تھا جس سے بھی پوچھا سب نے کہا کہ جی میرے ساتھ اس کے تعلقات اچھے تھے اس اللہ کے ولی نے کہا معلوم ہوتا ہے یہ ایمان سے خالی چلا گیا ہے۔ اس سے کوئی بھی اللہ کے لئے خفا نہیں؟ اس نے کبھی کسی شرابی کو برا نہیں کہا؟ کبھی کسی زانی کو برا نہیں کہا؟ کبھی کسی بے نماز کو برا نہیں کہا؟ کبھی کسی بے دین کو برا نہیں کہا؟ معلوم ہوتا ہے ہرجائی تھا۔ جو ملتا گیا اسی کے ساتھ تعلقات قائم رکھتا گیا۔

بہتری اور بہبودی میرے دوستو اور چیز ہے اور برائی کو بیان کرنا یہ اور چیز ہے یہی فرق ہے علماء حق میں اور علماء سوء میں۔ علمائے سوء کے سامنے جو آ گیا " جی مجھ سے بہتر ہے "۔ علمائے حق کہتے ہیں کہ نہیں بھائی تیرے اور میرے درمیان رشتہ ہے واقعی اس میں کوئی شک نہیں تم بھی انسان ہو میں بھی انسان ہوں تم بھی مسلمان ہو میں بھی مسلمان ہوں لیکن تم میں جو فلاں فلاں عیوب و نقائص ہیں ان کو دور کرو۔ بہتری اور چیز ہے، بہتری چاہنا اور چیز ہے اس کی اصلاح اور چیز ہے۔

بھائی ایک موٹی سی مثال ہے۔ اگر ایک بیمار جاتا ہے ہسپتال میں ڈاکٹر کے پاس کہ ڈاکٹر صاحب میری ٹانگ میں درد ہے یا ناسور ہے۔ میری ٹانگ کا آپریشن کیجئے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں بھائی تم مجھ سے اچھے ہو جاؤ گھر جا کے آرام کرو۔ تو کیا ڈاکٹر نے اپنا فرض ادا کیا ہے؟ وہ تو کہتا کہ ادھر آ جاؤ میں تمہارا خیر خواہ ہوں تمہارا سارا بدن ٹھیک ہے۔ یہ ٹانگ میں ذرا ناسور ہے میں آپریشن کر دیتا ہوں۔ یہ تو ڈاکٹر نے اپنا فرض ادا کیا نا؟ اگر ڈاکٹر یہ کہہ دے کہ تمہیں غلط کسی نے کہا ہے تم مجھ سے طاقتور ہو، میں ایک میل دوڑتا ہوں تم تین میل دوڑ سکتے ہو۔ تو میرا خیال ہے ڈاکٹر نے اس پر زیادتی کی اپنے منصب سے اس نے غلط فائدہ اٹھایا اور بیمار کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی بلکہ بد خواہی کی۔

اللہ والے، علمائے حق ہمیشہ جو کچھ کہتے رہتے ہیں ابھی آپ نے سنا ہو گا۔ الحمد للہ آپ دوست اللہ والوں کے ساتھ ملنے والے ہیں۔ ہمارے اکابر رحمۃ اللہ علیہم ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے اور خصوصاً امام الاولیاء حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تو کہا کرتے تھے کہ میں پہلے اپریشن کرتا ہوں پھر مرہم لگاتا ہوں۔ بات ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر کا کام ہے کہ پہلے اپریشن کرے پھر مرہم لگائے لیکن اپریشن بھی نہ کرے مرہم بھی نہ لگائے کہہ دے سب ٹھیک ہے تم درست ہو۔ جاؤ اپنی موج کرو۔ تو وہ ناسور بڑھتے بڑھتے وقت آئیگا کہ اس کو ختم کر دے گا۔ اہل اللہ یہ نہیں کرتے تھے۔ اصلاح کا مفہوم یہ نہیں میرے دوستو۔ بہتری اور چیز ہے، بہتری کا چاہنا اور چیز ہے لیکن حق بات کا کہنا اور چیز ہے۔

حضرت خواجہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و شیخ احمد سرہندیؒ جو خاندان نقشبندیہ میں اللہ کے بہت بڑے ولی گذرے ہیں اور ہمارے نظریہ کے مطابق مجدد الف ثانی ہیں یعنی ایک ہزار سال پہلے اللہ تعالےٰ کے دین کی جو دین کی تجدید کے لیئے لوگوں کو مبعوث فرمایا اہل اللہ کو۔ گیارہویں صدی ہجری میں جس کو مبعوث کیا وہ ہیں حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔ اکثر دوستوں نے ان کا مزار پر انوار دیکھا ہو گا نقشبندی طریقہ کے بہت بڑے کامل اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ یہ زمانہ ہے جہانگیر کا اکبر نے جو دین الہٰی پھیلایا تھا کہ سب دین اچھے ہیں۔ إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ٥ پر بات چل رہی ہے۔ سب درس قرآن ہے۔ اکبر نے دین الہٰی پھیلایا تھا کہ سب دین اچھے ہیں۔ ہندو مل گئے، یہ بھی اچھے کیتھولک عیسائی اس وقت آ چکے تھے مدراس میں۔ کیتھولک عیسائیوں کے ساتھ ملنا اکبر کا ثابت ہے بلکہ بعض کتابوں میں تو لکھا ہے کہ جب اکبر مر رہا تھا تو اکبر کے پاس دو کیتھولک پادری بیٹھے ہوئے تھے۔ اس حد تک بھی تاریخوں میں آیا ہے۔ اکبر نے ایک ایسا معجون مرکب تیار کر دیا تھا۔ جیسا کہ آج کل ہمارے بعض بھائیوں کے دماغ میں یہ بات آ چکی ہے کہ یہ مذہبی جھگڑے ختم ہونے کے لئے ایک مشترکہ دین بنا دو اور وہ کیا ہے؟" سب اچھا ہے "۔ عیسائی ملے، سب اچھا ہے۔ یہودی ملے، ٹھیک ہے۔ مشرک ملے، ٹھیک ہے، بت پرست ملے ٹھیک ہے۔ خدا کو نہ ماننے والا ملے، ٹھیک ہے۔ " لائف " کا ایڈیٹر ملے، ٹھیک ہے۔ " ٹائمز " کا ایڈیٹر ملے، ٹھیک ہے، جناب محمد رسول اللہ کو مرگی کا بیمار کہنے والا ملے ٹھیک ہے، سب ٹھیک ہے۔ ایسا دین بنا دو کہ یہ مذہبی جھگڑے ختم ہو جائیں تو پھر ہسپتالیں کیوں بناتے ہو؟ ایک ایسا ادارہ بنا

دو کہ کوڑھے بھی اس میں داخل کر دو۔ خارش والے بھی داخل کر دو، جذامی بھی داخل کر دو، اندھے بھی داخل کر دو۔ پاگل بھی داخل کر دو، صحت والے بھی داخل کر دو اور کہہ دو کہ سب ٹھیک ہے۔ ادھر تو بدن کی اتنی احتیاط کرتے ہو کہ چھوت چھات کا مسئلہ اب تک چلا جا رہا ہے۔ بیمار کو ہاتھ لگا دو تو صابن سے دھوتے ہو لیکن ایک کافر کے ساتھ ہاتھ لگ گیا تو پتہ نہیں کہ اندر کتنا کفر چلا گیا ہے

مجدد الف ثانیؒ نے اس دین کو جس کو اکبر نے پیش کیا تھا دین الہیٰ یا دین اکبری کے نام سے، اس کو مٹانے کی کوشش کی۔ جہانگیر کی حکومت تھی۔ جہانگیر تک یہ بات پہنچی۔ میں بتا رہا ہوں خیرخواہی اور اصلاح۔ اس پر آج میں عرض کر رہا ہوں یہ اللہ تعالیٰ سمجھا دیتے ہیں۔ میں تو بہت بڑا گنہگار انسان ہوں۔ یہ انہی لوگوں کی کی برکت ہے جن کی برکتوں سے آپ سب لوگ یہاں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اکبر نے ایک دین بنایا تھا۔ جس کو دین اکبری بھی کہتے ہیں اور دین الہیٰ بھی کہتے ہیں۔ آپ سب دوست جانتے ہی ہیں کہ اکبر کا مشن کیا تھا۔ چنانچہ اس کی خباثت کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجدد الف ثانیؒ کے دل میں بات ڈالی کہ تم جہاد کرو۔ جو یہ گندگی پھیلا گیا ہے۔ اس کو دور کرو۔ چنانچہ مجدد الف ثانیؒ نے اس کے خلاف جہاد کیا جہانگیر کی حکومت تھی جہانگیر تک سازشیں پہنچیں کہ ایک مجدد سرہندی یہ فقیر اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ تمہارے مقابلے میں متوازی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے تمہیں برا بھلا کہتا ہے۔ میں اختصار سے عرض کر رہا ہوں چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو دلی بلایا گیا جس رنگ میں بلایا گیا وہ آپ بھی جانتے ہیں کہ کیا رنگ ہو گا اس وقت، نہ موٹریں تھیں نہ کاریں تھیں نہ ہوائی جہاز تھے اور پھر سلطانی معتوب جو انسان ہو اس کو کس طرح بلایا گیا ہو گا؟ آپؒ دلی دربار میں پہنچے۔ جہانگیر تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پیش ہوئے۔ تو اس نے پہلے آپ کو مرعوب کرنے کے لئے مختلف ساز و سامان کیے۔ لیکن آپ پر ان سامانوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ جس کا تعلق اللہ سے ہو جائے بھائی۔ میرے دوستو اور بھائیو خدا مجھے بھی اور آپ کو بھی یہ بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس کا سر خدا کے سامنے جھک جائے اس میں اللہ تعالیٰ وہ قوت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ ساری کائنات کو پھر اللہ کے مقابلے میں ہیچ سمجھتا ہے۔ یہ بالکل حقیقت ہے وہ کہتا ہے کہ میری گردن تو خدا کے سامنے جھکی ہے ہاں تجھے کیا سمجھتا ہوں کہ تو کیا ہے۔ اقبالؒ کا شعر ہے ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

ایک اللہ کے سامنے جھک جا یہ غیر اللہ کے سامنے سجدے کرنے سے تو بچ جائے گا۔ تیرا ضمیر اتنا مستقل اور طاقت ور ہو جائے کہ تو اللہ کے بغیر کسی کو کبھی معبود نہیں مانے گا۔ چنانچہ شیخ سرہندیؒ پہنچے جہانگیر کے دربار میں جا کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے اور السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے اور جتنے وہاں پر تھے کوئی فرشی سلام کرنے لگا، کوئی عرشی سلام کرنے لگا۔ یہ بھی ایک عجیب لعنت تھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بچایا۔ یعنی تقسیم سے پہلے ریاستوں میں چھوٹے چھوٹے جو ہمارے نواب بھائی تھے۔ اللہ ان کے گناہوں کو معاف فرمائے اور اللہ ان پر رحم و کرم فرمائے اپنے کیے کی کافی سزا بھگت چکے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے نواب ہوتے تھے لیکن ان کے ہاں سلام کے جو طریقے تھے اکثر میرے دوست جانتے ہوں گے کہ ان کے ہاں فرشی سلام ہوتے تھے۔ نواب صاحب تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں ایک آدمی آتا ہے۔ زمین پر لیٹ جاتا ہے۔ یہ فرشی سلام ہے۔ کوئی عرشی سلام تھے۔ پتہ نہیں کتنی قسمیں تھیں سلاموں کی۔

"حضور پرنور"، "لامع نور"، (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) مٹی کے بندے اور بنے ہوئے بندوں کو پیسوں کے لئے ہم نے کیا کیا کہا ہوا ہے اللہ ہمارے سب کے گناہوں کو معاف فرمائے جو اپنے وجود کو پھر باقی نہ رکھ سکے ان کو ہم نے کہا "حضور پر نور"۔ حضور پرنور تو صرف ایک ذات ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی یہ خاک و خون کے انسان ہیں ان میں کہاں نور ہے؟ اگر نور ہوتا تو یہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوتے؟ ایک ہی حضور پرنور ہیں۔ سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تو آپؒ تشریف لے گئے۔ آپؒ نے جہانگیر کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور بیٹھ گئے۔ بات آئی گئی۔ جو شیخ الاسلام تھے۔ اس وقت جہانگیر کے دہم جیسے مولوی، انہوں نے مجدد صاحب سے کہا کہ مولوی صاحب! آپ نے آداب سلطانی کو پورا نہیں کیا۔ فرمایا کیا؟ کہنے لگے کہ آپ آئے آپ نے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور بیٹھ گئے، فرشی سلام نہیں کیا۔ سلطان کا آپ پوری طرح ادب بجا نہیں لائے کورنش بجا نہیں لائے۔ فرمایا کہ میں کورنش دورنش نہیں جانتا۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ غیر اللہ کے سامنے مت جھکو۔ مولوی صاحب نے کہا جی اس وقت اس پر عمل کرنا جائز ہے اور رخصت ہے۔ جہاں بادشاہ ہو تو رخصت ہے۔ فرمایا کہ مجدد رخصت پر عمل نہیں کرتا عزیمت پر عمل کرتا ہے۔ یہ علمی نکتہ ہے۔ میں عزیمت پر عمل کرتا ہوں۔ رخصت پر عمل نہیں کرتا جہانگیر کے ساتھ بات ہوئی تو آخر فیصلہ یہ ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو گوالیار کے قلعے میں بند کر دو۔ گوالیار کے قلعے میں مجدد صاحب کو پھر بند کر دیا اللہ کا فقیر اللہ کا بندہ گوالیار کے قلعے میں اپنی منزلیں روحانی طے کر رہا ہے۔ ان کو یہ کیا پتہ کہ جیل خانے میں کیا ہوتا ہے؟ بندشوں میں کیا ہوتا ہے، پابندیوں میں کیا ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو نکالا فرعون نے۔ مدین تشریف لائے۔ مدین سے واپس گھر جا رہے ہیں جلاوطنی کی حالت میں۔ کوہ طور پر کیا ہوا؟ اللہ نے فرمایا۔

اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

موسیٰ ادھر آ میں تجھے نبوت دیتا ہوں۔ فرعون نے ملک سے نکال دیا، اللہ نے نبوت دے دی، یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا، عزیز مصر نے جیل خانے میں ڈال دیا۔ اللہ نے فرمایا یوسف! میں تجھے مصر کا بادشاہ بنا دیتا ہوں۔ تو چنانچہ مصر کی حکومت آپؑ کو عطا ہوئی۔ اسی طرح دیکھ لیجئے اللہ کے وہ فقیر۔ پھر انہی کا نام ہمیں لینا پڑتا ہے۔ ہمارے سامنے زندگی ان لوگوں کی ہے۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو ہتھکڑیوں میں بیڑیوں میں جکڑ کر لاہور کی کوتوالی میں بند کر دیا گیا کہ آپ اس دائرے سے باہر نہیں جا سکتے۔ یہ اللہ کا فقیر جب لاہور میں آیا تو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں محبوس تھا لیکن جب لاہور سے گیا تو ۲ لاکھ کے جنازے نے آپؒ پر پھول برسائے۔ یہ ہیں اللہ والوں کے کام۔ کیا ہم جانتے ہیں ان کی قدریں۔ ہمیں کیا پتہ ہے کہ یہ لوگ کیسے ہوتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو قید کر دیا گیا۔ سال یا دو سال کا عرصہ گزرتا ہے۔ جہانگیر خواب دیکھتا ہے کہ دہلی کی شاہی مسجد میں بہت بڑا اجتماع اور ہجوم ہے۔ پوچھتا

ہے کیا بات ہے؟ تبایا گیا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اور یہ لوگ حضورؐ سے ملنے چلے جا رہے ہیں۔ جہانگیر آخر مسلمان تو تھا، لپکا، دوڑا حضورؐ کے پاس پہنچا۔ امام الانبیاءؐ نے فرمایا ہٹ جاؤ میرے سامنے سے تو نے ایک بہت بڑے انسان کو جیل میں ڈال رکھا ہے بس اٹھا، کانپتے ہوئے گوالیار خود پہنچا۔ حضرت خواجہ کی بیعت کی۔ آپ سے معافی مانگی

یہ کیا تھا؟ یہ تھی اصلاح۔ مجدد الف ثانیؒ نے اصلاح کی۔ لیکن بہبودی کا جب وقت آتا ہے بہتری کا اب دیکھئے یہ بہتری کا وقت ہے۔ جہانگیر رو رہا ہے۔ معافی کا خواستگار ہے کہا مجھے معاف کر دیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ او جہانگیر تو نے میرے ساتھ وہ کیا جو تیرے شایان شان تھا۔ میں تیرا بدخواہ نہیں تھا میں تیرا خیر خواہ ہوں۔ اس وقت بھی تھا اور اب بھی ہوں۔ میں تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر قیامت میں مجھے اللہ تعالیٰ جنت میں لے گئے تو میں تیرے بغیر جنت میں نہیں جاؤں گا۔

یہ ہے بہتری۔ وہ ہے اصلاح

یہ بات پہلے کیوں نہیں کی؟ پہلے اپریشن کیا خوب اپریشن کیا۔ اس کی رگیں پھاڑ دیں۔ دین الٰہی کا بیڑا غرق کیا۔ اکبر کے دین کو دفن کیا۔ جب اصلاح ہو گئی تو پھر اب مرہم لگائی

کہا جہانگیر! تو نے میرے ساتھ وہ کیا اور میں تیرے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ اگر خدا نے مجھے جنت دی اور میں جنت میں گیا تو تیرے بغیر میں جنت میں نہیں جاؤں گا

اس واقعہ کو مولانا محمد میاں صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء ہند نے مجدد الف ثانیؒ کے "تذکرے میں جو" علمائے ہند کا شاندار ماضی"، کے نام سے چھپا ہے پہلی جلد میں درج فرمایا ہے۔ ان ہی کا میں یہ حوالہ دے رہا ہوں۔ یعنی ہمارے علمائے دیوبند کے ہاں یہ مسلّم بات ہے اور یہ نہیں ہے کہ میں کسی اور کا حوالہ دے رہا ہوں۔

تو اس لئے فرمایا کہ ان کا کیا حال ہے

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝

کہتے ہیں کہ ہم تو مصلح ہیں۔ مصلح کا معنیٰ کیا سمجھے۔ برے کو برا نہ کہو، اچھے کو اچھا نہ کہو، اپنے دن گذارو۔ میرے بھائی! یہ بہت بڑے فساد کا پیش خیمہ ہے اور یہ وہی چیز ہے جس کے متعلق حضور انورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو برے کو برا نہ کہیں گے، اچھے کو اچھا نہ کہیں گے۔ "امع"، بن جائیں گے۔ "امع"، کا معنیٰ: جس کے پاس بیٹھے اسی کے ہو گئے۔ اس وقت میری امت فتنوں کا شکار ہو جائے گی لیکن جس وقت تک میری امت میں حق بات کہنے والے موجود ہوں گے اس وقت تک حق کا آوازہ بلند ہوتا رہے گا۔ اور یہ بات قیامت تک رہے گی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: دعوت ایمان و عمل

ہوں، دینی جدوجہد اور دینی تقاضوں کے لئے نقل و حرکت کا وہ مرکز ہوں۔

الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں مسجد نبوی اور دوسری مسجدوں میں چوبیس گھنٹے جو کچھ ہوتا تھا اور جو نظام چلتا تھا وہی ہماری مسجدوں میں ہوا کرے۔ لیکن یہ جب ہی ہو سکے گا جب مسجدوں والے اس زندگی اور اس نقشے کے عادی بن جائیں گے اور یہ جب ہی ممکن ہے جب لوگ لمبے وقتوں کے لئے اپنے گھروں اور مشغلوں سے نکل کر اس زندگی کی مشق اور تربیت حاصل کریں اور دوسروں کو بھی اس کے لئے محنت کریں۔ ہم بس اسی کی دعوت دیتے ہیں نہ ہم اپنی طرف بلاتے ہیں نہ اپنی قائم کی ہوئی کسی تنظیم اور پارٹی میں شامل ہونے کے لئے کہتے ہیں بلکہ مشق اور مجاہدہ کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ایمانی زندگی حاصل کرنے اور دنیا میں اس کو فروغ دینے کے واسطے محنت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ

منظر جلیسری

تمہاری اُلفت کا درد مولا جو مل سکے تو جگر میں رکھ لوں
نشاط پرورِ حرم کے جلوے سما سکیں تو نظر میں رکھ لوں

وہ تازہ تازہ ہوائے جنّت وہ بھینی بھینی فضائے جنت
نکھر نکھر کے جو آئیں جلوے جو بس چلے تو نظر میں رکھ لوں

سلام تازہ پیام تازہ جمال رنگیں کلام زیبا
پہنچ سکوں تو پہنچ کے اے دل یہ ساری باتیں نظر میں رکھ لوں

یہ رنگ رنگِ جمال ارماں جو مل سکے تو سکون پیہم
یہ کیف ارماں یہ کیف ساماں اگر میں زخم جگر میں رکھ لوں

گلوں کی نکہت نظر کی بجلی گھٹا کا جوبن چمن کی مستی
کھلیں گے باب حرم پہ جا کر ابھی تو منظر نظر میں رکھ لوں

بارگاہِ ربُّ العزّت میں

اُس کے محبوب بندے اور آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی

مناجات

ابو عبد الرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

ارشاد باری تعالےٰ:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط (پ ۸ ع ۱۴)

ترجمہ: اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو۔

تفسیر: جب عالم خلق و امر کا مالک اور تمام برکات کا منبع وہی اللہ ہے تو اپنی دنیوی و اُخروی حاجات میں اُسی ایک کو پکارنا چاہئے۔ الحاح و اخلاص اور خشوع کے ساتھ بغیر ریاکاری کے آہستہ آہستہ پکارو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا میں اصل اخفا ہے اور یہی پہلے بزرگوں کا معمول تھا۔

سچی رغبت اور رہبت (ڈر) سے خدا کو پکارے۔ دعا کرتے وقت دِل میں رِقّت ہونی چاہئے۔ جیسے کوئی خوشامد کرنے والا ڈرا ہوا آدمی کسی کو پکارتا ہے۔ دُعا کرنے والے کے لہجہ، آواز اور ہیئت میں تضرّع و خوف کا رنگ محسوس ہونا چاہئے۔ خدا کی عظمت و جلال سے آواز کا پست ہونا قدرتی چیز ہے اس لئے دعا میں چلّانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ نیز جو زبان سے کہے دل سے اُس کا دھیان رکھے۔

اللہ جل جلالہٗ ہی خالق ہیں باقی سب مخلوق
اللہ تعالیٰ ہی رازق ہیں باقی سب مرزُوق
حق سبحانہٗ تعالیٰ ہی مالک ہیں باقی سب مملوک
خداوند کریم ہی حاکم ہیں باقی سب محکوم
وُہ ذات ہی غنی ہے باقی سب محتاج
وُہی آمر ہے باقی سب مامُور
وُہی غالب ہے باقی سب مغلوب
وُہی معبود ہے باقی سب عابدین
وُہی مستعان ہے باقی سب مستعین
وہی مستغاث ہے باقی سب مستغیثین

توحید سے جہاں انسان کو اپنے مرتبہ کا پتہ لگ جاتا ہے وہاں مالِکَ المُلک، ربُّ الارباب اور خالق کلُ کی عظمت و جبروت کا صحیح نقشہ ذہن میں جم جاتا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کے سامنے ایک قطرہ سے زیادہ ناچیز اور ایک ذرّہ سے زیادہ حقیر اور ایک مچھّر سے زیادہ ضعیف اور عاجز پاتا ہے۔ اس کے جسم کی ہر حرکت، ہر عضو، زندگی کا ہر شعبہ اور سانس کی آمد و رفت اُس مالک کے قبضہ و اختیار میں آجاتی ہے۔ اس کا دل اپنے پیدا کرنے والے کی عظمت سے بھر جاتا ہے اُس کی روح عرفان سے، اس کے ارادے ذوق اطاعت سے اور اس کا دماغ خدا کی عظمت و کبریائی سے لبریز ہو جاتا ہے۔

کتنا محترم تھا وہ وقت جبکہ سرزمینِ عرب میں دنیا کا ہادیِ اعظمؐ جلوہ افروز ہوُا اور اس کی عالم افروز اور مقدّس شعاعوں نے قلوب و ارواح کی دنیا کو بُقعۂ نور بنایا۔ اس نے اپنی پاک تعلیمات سے عبد و معبود کے تعلقات کی حقیقت ذہن نشین کی۔ اُس رہبر اعظم نے بتلایا۔ کہ انسان اپنے خالق و مالک پر ایمان لاکر اُس کی توحید کا اقرار کرے، اُسی کی عبادت کرے، اُسی سے محبت کرے، اُسی سے ڈرے، اُسی کو معبود حقیقی سمجھے، اُسی کو کائنات و موجودات کا مالک و مختار یقین کرے اور صرف اُسی کو حاضر و ناظر سمجھے۔ اُس کے تمام احکام و اوامر میں دلی خلوص کے ساتھ عمل کرے اور اپنے عہد امتحان و ابتلا کو خوش اسلوبی کے ساتھ ختم کرکے ارفع و اعلیٰ مدارج پر سرفراز ہو۔ اور ہر حال میں اُسی کو کارسازِ حقیقی اور مشکل کشا سمجھے۔

ذیل میں چند دعائیں نقل کی جاتی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ رب العزّت میں نہایت عجز و انکسار کے ساتھ مانگی ہیں۔ جو ہمیں نشاندہی کراتی ہیں کہ عبد کا اپنے معبود سے کیسا تعلق تھا۔ اور ہمیں بھی آنحضرتؐ کے نقشِ قدم پر چلنا چاہئے۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

ترجمہ: اے اللہ! بے شک میں تجھ سے دنیا اور آخرت کی راحت مانگتا ہوں۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِيْنِیْ وَدُنْيَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اپنے دین اور دنیا میں، اور اپنے گھر والوں اور مال میں۔

۳۔ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ۔

ترجمہ: اے اللہ! میرے عیب ڈھانک لے اور مجھ کو خوف کی چیزوں سے امن دے۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ يَمِيْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ۔

ترجمہ: اے اللہ! میری حفاظت کر میرے آگے سے اور میرے پیچھے سے میرے داہنے سے اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے۔

۵۔ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ۔ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ۔ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

ترجمہ: اے اللہ! مجھ کو میرے بدن میں آرام دے۔ اے اللہ! مجھ کو میرے سننے میں آرام دے، اے اللہ! مجھ کو میرے دیکھنے میں عافیت دے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

۶۔ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ۔ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَيْنٍ۔

ترجمہ: اے زندہ، اے تھامنے والے، تیری رحمت کے وسیلہ سے فریاد چاہتا ہوں۔ میری ساری حالت کو سنوار دے اور مجھ کو ایک لحظہ بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر۔

۷۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَحَقُّ مَنْ ذُكِرَ وَاَحَقُّ مَنْ عُبِدَ وَاَنْصَرُ مَنِ ابْتُغِیَ

وَارْأَفُ مَنْ مُلِّكَ وَاَجْوَدُ مَنْ سُئِلَ وَاَوْسَعُ مَنْ اَعْطٰی۔

ترجمہ: اے اللہ! تُو بہت مستحق ہے کہ یاد کیا جائے اور بڑا حقدار ہے اس بات کا کہ تیری عبادت کی جائے۔ اور بڑا مددگار ہے اُس کام کا جو ڈھونڈا جائے اور بڑا مہربان ہے جو مالک ہُوا اور بڑا سخی ہے اس سے کہ جو مانگا جائے اور بڑا سمائی والا ہے اس سے جو عطا کرے۔

۸- سید الاستغفار

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

ترجمہ: اے اللہ! تُو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کسی کی بندگی نہیں تو نے مجھ کو پیدا کیا۔ اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں تیرے عہد اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں۔ جہاں تک مجھ سے ہو سکے۔ اپنے کئے کی بُرائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے احسان کا قائل ہوں جو مجھ پر ہے اور اپنے گناہ کا قائل ہوں سو مجھ کو بخش دے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔

۹- اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ۔

ترجمہ: اے اللہ! تُو ہے پہلے، سو تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں۔ اور تُو ہے سب کے پیچھے، سو تیرے پیچھے کوئی چیز نہیں۔ اور تُو ہی ظاہر ہے سو تجھ سے اوپر کوئی چیز نہیں، تُو ہی باطن ہے سو تجھ سے پیچھے کوئی چیز نہیں۔ ہماری طرف سے قرض ادا کر دے اور ہم کو محتاجی سے بے نیاز کر۔

۱۰- اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ۔

ترجمہ: اے اللہ! سب خوبی تیرے ہی لئے ہے، تُو ہی ہے آسمانوں اور زمینوں کا تھامنے والا اور جو کچھ اُن میں ہے اور تجھ ہی کو سب خوبی ہے تُو ہی ہے آسمانوں اور زمینوں کا بادشاہ۔ اور جو اُن میں ہے۔ تجھ ہی کو ہے سب خوبی، تُو ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور جو اُن میں ہے۔ تجھ ہی کو ہے سب خوبی، تُو ہی سچا ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے۔ اور تجھ سے ملاقات ہونا برحق ہے اور تیرا فرمان برحق ہے اور جنت برحق ہے اور دوزخ برحق ہے اور سارے پیغمبر برحق ہیں۔ اور محمد اللہ کے پیغمبر برحق ہیں۔ قیامت کا ہونا برحق ہے۔

۱۱- اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ كُلَّ مُهِمٍّ مِّنْ حَیْثُ شِئْتَ وَمِنْ اَیْنَ شِئْتَ۔

ترجمہ: اے اللہ! ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کے صاحب۔ اے اللہ! مجھ کو ہر مشکل میں کافی ہو جا جیسے تُو چاہے اور جہاں سے تُو چاہے۔

۱۲- (الف) حَسْبِیَ اللّٰهُ دِیْنِیْ۔

ترجمہ: کافی ہے اللہ میرے دین کیلئے

(ب) حَسْبِیَ اللّٰهُ لِمَا اَهَمَّنِیْ۔

ترجمہ: کافی ہے اللہ اس کے لیے جو مجھے غم میں ڈالے

ج- حَسْبِیَ اللّٰهُ لِمَنْ بَغٰی عَلَیَّ۔

ترجمہ: کافی ہے اللہ مجھ کو اس کے لئے جو مجھ پر ظلم کرے۔

د- حَسْبِیَ اللّٰهُ لِمَنْ حَسَدَنِیْ۔

ترجمہ: کافی ہے اللہ مجھ کو اس کے لئے جو مجھ پر حسد کرے۔

ہ- حَسْبِیَ اللّٰهُ لِمَنْ كَادَنِیْ بِسُوْءٍ

ترجمہ: کافی ہے اللہ مجھ کو اس کے لئے جو مکر کرے۔

و- حَسْبِیَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ۔

ترجمہ: کافی ہے اللہ مجھ کو موت کے وقت

ز- حَسْبِیَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ فِی الْقَبْرِ۔

ترجمہ: کافی ہے اللہ مجھ کو قبر کے سوال کے وقت۔

ح- حَسْبِیَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمِیْزَانِ۔

ترجمہ: کافی ہے اللہ مجھ کو وقت میزان عمل کے۔

ط- حَسْبِیَ اللّٰهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ۔

ترجمہ: کافی ہے اللہ مجھ کو وقت پل صراط کے۔

ی- حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

ترجمہ: کافی ہے اللہ مجھ کو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

۱۳- (الف) بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ

ترجمہ: اللہ کے نام کی برکت ہے میری جان پر اور میرے دین پر۔

ب- بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی اَهْلِیْ وَمَالِیْ۔

ترجمہ: اللہ کے نام کی مدد ہے میری اولاد پر اور مال پر۔

ج- بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ اَعْطَانِیْ رَبِّیْ۔

ترجمہ: اللہ کے نام کی مدد ہے ہر ایک شے پر جو مجھ کو میرے رب نے عطا کی۔

د- بِسْمِ اللّٰهِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے جو سب ناموں سے اچھا ہے۔

ہ- بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ

ترجمہ: خدا کے نام کی برکت سے جو زمین و آسمان کا مالک ہے۔

و- بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ۔

ترجمہ: اللہ کے نام کی برکت سے وہ کہ اس کے نام کے ساتھ کوئی بیماری ضرر نہیں کرتی۔

ز- بِسْمِ اللّٰهِ افْتَتَحْتُ وَعَلَی اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کیا میں نے اور اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔

۱۴- (الف) اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ اَحَدًا اَسْئَلُكَ

ترجمہ: اللہ ہی اللہ، میرا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔

ب- فَاجْعَلْ لِّیْ عِنْدَكَ وَلِیْجَةً۔

ترجمہ: سو مجھ کو اپنے پاس کا بھیدی کر دے۔

ج: وَاجْعَلْ لِّیْ عِنْدَكَ زُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ۔

ترجمہ: اور مجھ کو اپنے نزدیک کا مقرب کر دے۔ اور اپنے پاس میرا اچھا ٹھکانا کر دے

د- وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یَّخَافُ مَقَامَكَ

وَ عِبَادَكَ وَ يَرْجُوْا لِقَآءَكَ۔

ترجمہ: اور مجھ کو ان میں کر دے جو تیرے آگے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اور تیرے عذاب سے، اور تیرے دیدار کی امید رکھتا ہے۔

۱۴۔ وَجَعَلْنِیْ مِمَّنْ يَّتُوْبُ اِلَيْكَ تَوْبَةً نَّصُوْحًا۔

ترجمہ: اور مجھ کو ان میں کر دے جو تیری طرف توبہ خالص کرتا ہے۔

و۔ وَ اَسْئَلُكَ عَمَلاً مُّتَقَبَّلاً وَّ عِلْماً نَّجِيْحًا وَّ سَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ

ترجمہ: اور میں تجھ سے عمل مقبول اور حاجت برآری کا علم مانگتا ہوں۔ اور سعی مشکور کا اور سوداگری جو ہرگز نہ ٹوٹا پائے۔

۱۵۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِكَاكَ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے اپنی گردن کا دوزخ سے چھوٹنا مانگتا ہوں۔

۱۶۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ۔

ترجمہ: اے اللہ! موت کی بیہوشیوں پر میری مدد کر اور موت کی سختیوں پر۔

وَ اٰخِرُ دُعَآئِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اور سب سے آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ہے:۔

۱۷۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَ اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰی

ترجمہ: اے اللہ! معاف کر مجھ کو۔ اور رحم فرما۔ اور مجھ کو بڑے اونچے رفیق سے ملا دے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

انتقال پُر ملال

نہایت ہی رنج کے عالم میں یہ خبر سنی جائیگی کہ مورخہ ۱۵ اگست ۶۵ء بروز اتوار مولانا عبدالحلیم صاحب نائب صدر دار العلوم اسلامیہ سیدو شریف (سوات سٹیٹ) اس دار فانی سے رحلت کر گئے ہیں۔ مرحوم کی دینی اور روحانی شفقتوں سے اکثریت محروم ہو گئی ہے۔ اور بالخصوص طلباء اور علماء طبقہ میں جو خلا وہ چھوڑ گئے ہیں۔ وہ سوات کے علماء بمشکل پورا کریں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

عبدالحکیم طالب علم دار العلوم اسلامیہ سیدو شریف سوات سٹیٹ۔

تبصرہ

حافظ نور محمد انور

نام کتاب: اذکارِ معصومیہ
تصنیف: حضرت اقدس خواجہ محمد معصوم سرہندی رح
صفحات ۵۰۔ کتابت و طباعت عمدہ۔ کاغذ سفید۔ قیمت پانچ روپے۔
ناشر:۔ مکتبہ حکیم سیفی۔ بیڈن روڈ لاہور

حضرت اقدس خواجہ محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز کے صاحبزادہ اور اپنے وقت کے بہت بڑے عالم ربانی اور عارف باللہ تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ کتاب مذکورہ اسی بزرگ و پاکیزہ شخصیت کے اوراد و ظائف اور اذکار خاص کا انمول مجموعہ ہے۔ ارباب شریعت و طریقت اس سے بے حد فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور ان اذکار سے قلب و نظر کو مصفّٰی و مجلّٰی کر سکتے ہیں۔ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کی کتب کی طباعت و اشاعت کا سلسلہ خیر اللہ کے ایک ولی حکیم عبدالمجید صاحب سیفی رحمۃ اللہ علیہ نے شروع فرمایا تھا۔ لیکن عمر نے وفا نہ کی۔ اور یہ کارِ خیر معلق ہو گیا۔ اب حکیم ذوالقرنین صاحب نے محکمہ اوقاف کی اعانت سے اس کتاب کو چھپوایا اور مارکیٹ میں پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبول بخشے اور اسے حکیم عبدالمجید صاحب سیفی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

نام کتاب: اسلامی تقویم المعروف بہ سن ہجری
مرتبہ: محمد رمضان میمن۔
قیمت: ۲۵ پیسے　صفحات ۲۴
شائع کردہ: جمعیت تحفظ سن ہجری متصل مدرسہ تعلیم الفرقان چاکیواڑہ روڈ نمبر ۳ کراچی نمبر ۱

جمعیت تحفظ سن ہجری کراچی نے کئی سالوں سے یہ مہم چلا رکھی ہے کہ ملک میں سن عیسوی کے بجائے سن ہجری کو رائج کیا جائے اور انگریزی تاریخ کو لکھنا ترک کر دیا جائے۔ خدا کے فضل و کرم سے کسی حد تک جمعیت اس مہم میں کامیاب ہو گئی ہے۔ ہر ماہ اس موضوع پر کوئی نہ کوئی کتابچہ شائع کر کے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور پوری سرگرمی سے اس مہم میں جمعیت مصروفِ عمل ہے۔ خدا کرے جمعیت کی اس مساعی سے پورے ملک میں سنِ ہجری قائم ہو جائے۔ زیر تبصرہ کتابچہ میں سنِ ہجری کے بارے میں ملک کے بڑے بڑے علمائے کرام نے اپنی آراء لکھی ہیں۔ اور شعرائے کرام نے سن ہجری پر نظمیں لکھی ہیں۔ اس کے علاوہ جمعیۃ کی طرف سے ۱۳۸۵ھ کا ایک کیلنڈر بھی شائع ہوا ہے پچاس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر کتابچہ سن ہجری اور کیلنڈر مندرجہ بالا پتہ سے طلب فرما سکتے ہیں۔

نام کتاب: حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ
تصنیف: سلام اللہ صدیقی
صفحات ۸۰ سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ کتابت و طباعت عمدہ۔ کاغذ سفید۔ قیمت ۷۵ پیسے علاوہ محصولڈاک۔
ملنے کا پتہ: مکتبۂ اعلیٰ محلہ سادات بیرون دہلی گیٹ ملتان

اس کتاب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی سیرت پر مفصّل روشنی ڈالی گئی ہے۔ ولادت سے لے کر وفات تک کے حالات درج ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی پیاری بیٹی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے محبوب بیوی تھیں۔ علم کے لحاظ سے آپ سب سے بڑی اور عمر کے لحاظ سے ازواج مطہرات میں آپ سب سے چھوٹی تھیں۔

پیش لفظ میں مولانا سیف الاعظمی ایڈیٹر "سادات" بنارس لکھتے ہیں۔

"افک کا واقعہ تاریخ اسلام کا ایک انمٹ باب ہے اور قرآن حکیم کی زبان سے ام المومنین کے تقدس کی تائید اس باب کا ایک ایسا روشن و تابناک سبق ہے جو اندھوں کو بھی قیامت تک اپنی نورانیت کا فیض پہنچاتا رہیگا۔ مگر کس قدر سیہ بخت و روسیاہ ہیں امت کے وہ افراد جو آفتاب کی طرح جگمگاتی ہوئی اس حقیقت پر بھی پردہ ڈالنے کی ایک جبریہ سعی مردود، اپنی اس عظیم مادرِ عفیفہ کی رفعت کو ٹھیس اور اللہ کے حبیب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو اذیتیں پہنچاتے رہتے ہیں۔"

واقعہ افک میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ بالکل بے داغ اور پاک ہیں۔ اس میں شک کرنے والا منکرِ قرآن ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین!

شاہ صاحب کو صدمہ

ہمدانیہ خاندان کے مشہور عالم دین و جمعیت علمائے اسلام شہر قصور کے امیر مولانا سید محمد طیّب شاہ صاحب ہمدانی کے صاحبزادہ کا اچانک سواری سے گر پڑنے سے بازو ٹوٹ گیا ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ بچہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

قاری محمد شریف قصوری

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر زہریلی تنقید

اور ــــ علماء امت

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

مودودی صاحب نے ترجمان القرآن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تنقید کی جو روش اختیار کر رکھی ہے اور بالخصوص انہوں نے جس طرح خلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نشانۂ تنقید بنایا ہے ۔ مولانا کوثر نیازی اپنے مؤقر جریدہ شہاب میں اس پر گرفت فرما چکے ہیں۔ اب مجاہد ملت شیر بیشۂ حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہٗ نے ترجمان اسلام میں مودودی صاحب کے خیالات کا پوسٹ مارٹم شروع کیا ہے ۔ یہ مضمون اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ۔

(مدیر)

جس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری اور آپ کی آتشین شریعت کا ذکر پہلی کتابوں میں درج تھا۔ اسی طرح آپ کے صحابۂ کرامؓ کا ذکرِ خیر اور ان کی تعریف بھی موجود تھی۔ سیر و حدیث کی روایات سے قطع نظر کر کے خود قرآن پاک میں اس کی تصریح ہے کہ ان کا حال توریت و انجیل میں موجود ہے جیسے کہ ارشاد ہے :۔

ذَالِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰاةِ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ۔

قرآن پاک میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور طریقِ صحابہؓ کو چھوڑ دینے کی سزا جہنم تجویز کی گئی ہے ۔ جیسے کہ ارشاد ہے :۔

مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۔ قرآن پاک میں مختلف مقامات پر صحابہ کی تعریفیں کی گئی ہیں ۔ آخری حد یہ ہے کہ ان کو رضائے الٰہی کی سند عطا فرما دی گئی ہے ۔ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات تو حد تواتر تک پہنچ چکے ہیں ۔ جن میں صحابہ کی تعریف و مناقب درج ہیں ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑے رہنا ۔ اور ان کو نشانہ نہ بنانا ۔ یہ سب کچھ کس لئے تھا ۔ اس لئے کہ یہ نفوس قدسیہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و تربیت سے انسانیت اور اصلاح کے بلند مقام پر پہنچ چکے تھے۔

جہاں وہ ہوائے نفس کی وجہ سے کوئی کام کر کے اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کو کسی طرح قبول نہ کر سکتے تھے ۔ پھر وہی چند لاکھ نفوس قدسیہ تھے جن کی وجہ سے دین اسلام کو اطراف عالم تک پہنچانا اور اللہ تعالیٰ کی حجّت قائم کرنی تھی ۔ گویا صحابہ کرام کیا تھے صداقت اسلام کے گواہ اور داعی و مبلغ تھے ۔ اگر یہی ہدف ملامت اور نشانۂ تنقید بنا دئے گئے تو اس سے دین کی سچائی پر ضرب لگ سکتی تھی ۔ صحابہ کرامؓ اور ان کے رنگ میں رنگے ہوئے تابعینؒ کے علم و عمل ، امانت و دیانت اور رحمت و شفقت دیکھ کر دنیا والوں نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ اس کے داعی بن گئے ۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج ہر ایرا غیرا نتھو خیرا اٹھتا ہے اور صحابہ کرامؓ پر تنقیدیں کرتا ہوا مسلمانوں کے ایمانوں کو خطرہ میں ڈالتا اور کفار کو اسلام اور حاملین قرآن و داعیان اسلام کا مذاق اُڑانے کے مواقع فراہم کرتا ہے ۔ اس دنیا میں گمراہی کا جو علمبردار بھی اٹھتا ہے ۔ اس نے پہلے صحابہ کرامؓ پر ہاتھ صاف کیا اور بعد میں علماء حق پر کیچڑ اچھال کر اپنی عاقبت خراب کی ہے ۔ مودودی صاحب کا نمبر اس سلسلہ میں اوّل ہے ۔ انہوں نے تنقید کو اپنے فرقہ کا مذہب بنا لیا ہے ۔ صحابہ کرامؓ پر تنقید کو وہ ایک اصول کے طور پر تسلیم کرتے ہیں ۔ اور یہ منحوس شغل عرصہ سے جاری کئے ہوئے ہیں ۔ بقول حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی وہ تنقید نہیں بلکہ تنقیص ہوتی ہے مودودی صاحب نے اپنے اصول میں یہ درج کیا ہے بلکہ ان کی تعلیمات کا پہلا باب یہ سمجھیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھا جائے نہ کسی کی ذہنی غلامی قبول کی جائے ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا استثناء بھی برائے نام ہے ۔ مودودی صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں بھی کیڑے نکالے ہیں ۔ صحابہؓ پر تنقید تو ان کی صبح و شام کی تفریح ہے ۔ مئی ، جون ، جولائی ۱۹۶۵ء کے پرچوں (ترجمان قرآن) میں حضرت عثمانؓ ، حضرت علیؓ ، حضرت معاویہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ پر جو تنقیدی اور گستاخانہ مضمون لکھے ہیں ان کو کوئی سنجیدہ اور صحیح الخیال مسلمان برداشت نہیں کر سکتا ۔ ہمارے واجب الاحترام جانشین امیر شریعت (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت مولانا قاری حافظ سید عطاء المنعم صاحب صرف ناموس معاویہؓ کے تحفظ کا بیڑہ اٹھائے ہوتے ہیں ــــ ادھر مودودی نے تو لٹیا ہی ڈبو دی ہے ۔ محترم امام اہل سنت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری امیر اہل سنت حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی اور باغض فی اللہ حضرت علامہ خالد محمود صاحب نے جو بےمثال کوششیں اور کاوشیں تحفظ ناموس صحابہؓ کے لئے کی تھیں مودودی نے سب پر پانی پھیر دیا ۔ ہمیں مولوی چراغ اور میاں سیاح الدین جیسے آدمیوں سے کوئی گلہ نہیں ہے ۔ جن کو اپنے بزرگوں کی تحقیقات اور اپنے روحانی مسلمہ مرکز کا پاس بھی نہ ہو ۔ نہ ان کی غیرت و حمیّت طبقۂ علماء کے مخالف عناصر کی شیطنی سعی و عمل سے حرکت میں آئے ۔ مگر چند دوسرے علماء کرام کی خاموشی یا مداہنت پر تعجب ہوتا ہے ۔ اگرچہ مودودی فرقہ اپنی مخالف اسلام حرکتوں اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کی وجہ سے عامۃ المسلمین میں بے نقاب ہو چکا ہے ۔ مگر ان کے غلط اور گمراہ کن مسائل و عقائد پر خاموش رہنے والے علماء اپنی ذمہ داریوں سے کسی طرح بری نہیں ہو سکتے ۔ جو ان کی سرگرمیوں کو غلط اور تحقیقات کو گمراہ کن سمجھتے ہوتے بھی ساکت ہیں ۔ و الی اللہ المشتکیٰ

مجھے یقین ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارہ میں اس بے لگامی کی سزا میں اس کو اور بھی ذلّت و رسوائی کا سامنا کرنا ہوگا ۔ جیسے کہ اسکی تحریک اب اپنی موت خود مر رہی ہے ۔

اطلاعات و اعلانات

انجمن فلاحِ عامہ صدر بازار لاہور چھاؤنی کے زیر اہتمام

جلسۂ عام

مورخہ ۴ ستمبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء انجمن فلاح عامہ صدر بازار لاہور چھاؤنی ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب "اصلاحِ معاشرہ میں نوجوانوں کا کردار" کے موضوع پر خطاب فرمائیں گے۔

(حاجی) بشیر احمد

دُعائے صحت

سید حسین خان صاحب آزاد کشمیر کی اہلیہ محترمہ کافی عرصہ سے سخت بیمار ہیں۔ قارئین خدام الدین سے استدعا ہے کہ وہ خلوصِ دل سے ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔

ضرورت ملازمت

بندہ کی تعلیم اردو مڈل تک ہے اور حافظ قرآن مجید ہے۔ صرف بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم اور امام مسجد کے لئے کسی جگہ ضرورت ہو تو بندہ دونوں کام بخوبی انجام دے سکتا ہے۔

ضرورت مند حضرات پتہ ذیل پر یاد فرمائیں،

حافظ ابو عنایت م۔ع ڈیرہ رکنانہ شیخاں

مقام و ڈاکخانہ للیانی براستہ بھلوال ضلع سرگودھا

اسلامی علوم میں اپنے موضوع پر پہلی کتاب

تذکرۃ المفسّرین

اس کتاب میں قرآن مجید کے مفسرین اور مترجمین کے حالات درج کئے گئے ہیں۔ شروع میں علم تفسیر کے مبادی پر مبسوط مقدمہ ہے۔ ہر صدی کے مفسرین قرآن مجید کے مختصر مگر جامع حالات۔ تفسیر پر تبصرہ، اس کے مطبوعہ یا قلمی ہونے کی تحقیق، آخر میں ایک مختصر فہرست اور تذکرہ اماکن بھی دی گئی ہے۔ جلد اوّل ایک ہزار سن ہجری تک

ہدیہ مجلد ۳٫۵۰ — غیر مجلد ۲٫۵۰

ملنے کا پتہ: محمد سلیمان قادری۔ دار الارشاد کیمبل پور

ازدواجی زندگی کے مسائل کا واحد حل

یہ ہے کہ کتاب "مسلمان خاوند و مسلمان بیوی" کو ہمیشہ مطالعہ میں رکھیں آپ کی گھریلو زندگی پُرسکون ماحول میں اس وقت گذر سکتی ہے جبکہ آپ "مسلمان خاوند و مسلمان بیوی" میں کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی ہوئی ہدایات پر عمل کرینگے

قیمت: تین روپے علاوہ محصول ڈاک

تاجروں کو ۲۳ فیصد رعایت دی جائے گی

دار التصنیف والاشاعت ۱۴-بی۔ شاہ عالم لاہور
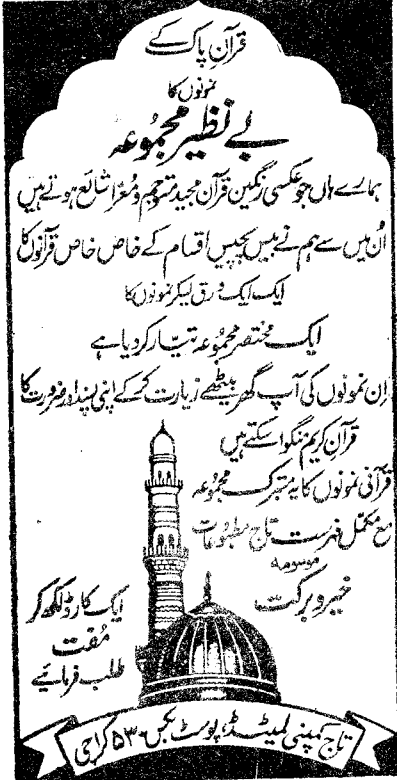
تلاشِ گمشدگان

محمد حسین ولد اورنگ زیب عرف رنگا۔ رنگ گندمی سر موٹا۔ سر کے اوپر چوٹ کے نشان ہیں عمر دس گیارہ سال ہے عرصہ تین چار ماہ سے لاپتہ ہے کسی صاحب کو علم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔

مہر محمد تمباکو ڈیلر۔ کالا باغ ضلع میانوالی

ممتاز ولد حسن دین ڈرائیور عمر ۱۳-۱۴ سال رنگ سفید گندمی نیلی پاپلین کی قمیص لٹھے کی شلوار۔ پاؤں میں پشاوری چپلی۔ سر پر بھورے رنگ کے بال موضع پنگراں تحصیل ایبٹ آباد کا رہنے والا ہے اور عرصہ ۱½ ماہ سے گم ہے پتہ ذیل پر صحیح اطلاع یا پہنچانے والے کو معقول انعام دیا جائیگا۔

سعید بکڈپو متصل مرکزی جامع مسجد حویلیاں ضلع ہزارہ

خدام الدین میں اشتہارات دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں
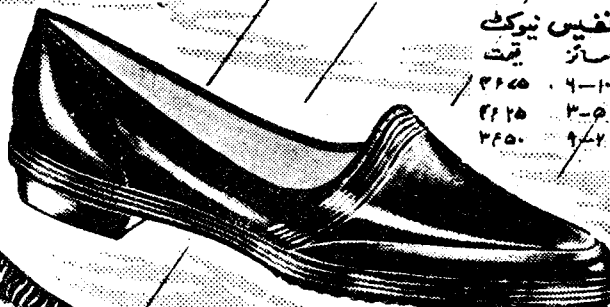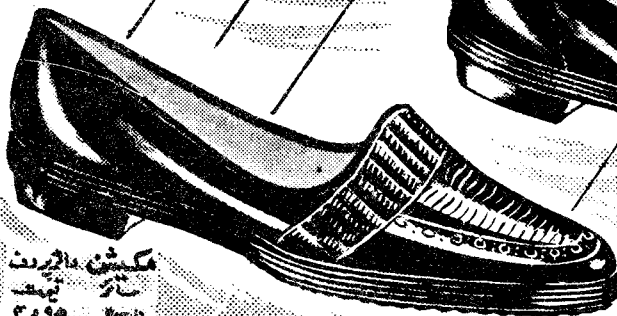
سروس واٹر پروف شوز خاص طور پر موسم برسات میں استعمال کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ یہ پہننے میں بیحد لطیف اور قیمت میں انتہائی ارزاں ہیں — سروس واٹر پروف شوز دیرپا اور آرام دہ ہیں — آزمائش شرط ہے۔

سروس کم قیمت بلند معیار

بچوں کا صفحہ

حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کا نصیحت آموز واقعہ

قاری حضرت گل، بنوں

ہجرت کے بعد مسلمانوں کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ دنیا والوں سے چھپا ہوا نہیں۔ جنگِ اُحد کے بعد کفار مکہ کی شرارتوں کا حوصلہ از سرِ نو عود کر آیا۔ کفار مکہ نے قبیلہ قارۃ کے سات آدمیوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ مدینہ جائیں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کہیں۔ کہ ہمارے قبیلے کے لوگ مسلمان ہونا چاہتے ہیں یا مسلمان ہو چکے ہیں اس لئے ہمارے ساتھ چند ایسے آدمی بھیج دیجئے جو ہمیں اسلام پوری طرح سکھا دیں۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے دس حضرات کا انتخاب فرمایا اور ساتھ بھیج دیا۔ حضرت عاصمؓ بن ثابت اُن معلمین کے سردار تھے۔ صحابہؓ کی یہ جماعت جب اُن دھوکہ بازوں کی سرحد میں پہنچی تو دو سو آدمی اِدھر اُدھر سے نکل پڑے اور ان دس حضرات کو انہوں نے گھیر لیا۔ یہ حضرات ایک پہاڑی پر چڑھ گئے۔ جب کفار نے دیکھا کہ اب تو بغیر پناہ کے بہانے کے یہ نہیں اُتریں گے تو کفار نے کہا کہ نیچے اُتر آؤ۔ ہم تمہیں پناہ دیتے ہیں۔ لیکن حضرت عاصمؓ نے فرمایا۔ کفار کی پناہ ہم نہیں چاہتے چنانچہ مقابلہ ہوا۔ اور آٹھ صحابہؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ ان میں سے جو دو صحابہؓ بچے تھے۔ ان کے نام حضرت خبیبؓ بن عدی اور حضرت زیدؓ تھے۔ کفار نے ان کو گرفتار کر لیا اور کفار مکہ کے ہاتھوں بیچ دیا۔ ان میں سے حضرت خبیبؓ بن عدی کو حارث بن عامر کے لڑکوں نے خریدا۔ جنگ اُحد میں حضرت خبیبؓ کے ہاتھوں حارث قتل ہوا تھا۔ حارث کے لڑکے انہیں بھوکا پیاسا رکھتے تھے۔ اور طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتے۔ ایک روز اتفاق سے حارث کی نواسی چھری سے کھیلتی ہوئی حضرت خبیبؓ کے پاس چلی گئی۔ حضرت خبیبؓ نے چھری اس سے لے کر گود میں بٹھا لیا۔ بچی کی ماں نے جب بچی کو حضرت خبیبؓ کی گود میں دیکھا تو وہ سمجھی کہ بچی کی خیر نہیں ہے۔ وہ چیخی۔ حضرت خبیبؓ نے فرمایا۔ مسلمان ایسی رکیک حرکتیں نہیں کرتے کہ معصوم بچوں کو قتل کر دیں۔ کفار پر حضرت خبیبؓ کی شرافت و انسانیت کا الٹا اثر ہوا۔ وہ حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کو شہید کر دینے پر تُل گئے۔ پہلے کہا۔ کہ اسلام سے باز آ جاؤ تو جان بچ سکتی ہے دونوں نے فرمایا۔ اسلام سے باز آگئے تو جان کس کام کی۔ کفار نے پوچھا کوئی خواہش ہو تو بتاؤ۔ فرمایا۔ دو رکعت نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔ کفار نے کہا اچھا پڑھ لو۔ دونوں حضرات نے نماز ادا کی۔ نماز ختم کرتے ہی کفار نے نیزوں سے اُن کے جسموں کو چھیدنا شروع کر دیا ایک بدبخت نے حضرت زیدؓ کے جگر میں تیر پیوست کر دیا۔ ابوسفیان قریب کھڑے تھے کہنے لگے اب تو تم سوچتے ہوگے کہ تمہاری بجائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا تو اچھا ہوتا۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیر میں کانٹا چبھنا میرے مرجانے سے کہیں زیادہ بُرا ہے۔ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ اس مجمع میں موجود تھے۔ انہیں کے سامنے حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کو شہید کیا گیا تھا۔ حضرت سعیدؓ کبھی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اُن سے دریافت کیا۔ کہ یہ تمہیں کیا مرض ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ مرض کچھ نہیں ہے۔ حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کی شہادت کے واقعات یاد آ جاتے ہیں۔ حضرت خبیبؓ کس دل اور گُردے کے انسان تھے اور ان کے ایمان کی پختگی کا کیا حال تھا۔ شہادت سے پہلے انہوں نے فی البدیہہ کچھ اشعار کہے تھے۔ ان اشعار سے ان کے ایمان کا اندازہ ہو گیا۔ اشعار کا مفہوم حسبِ ذیل ہے:-

لوگ جوق در جوق میرے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ جماعتیں کی جماعتیں میری شہادت کا تماشہ دکھانے کے لئے بلائی گئی ہیں یہ سب مجھ سے عداوت نکال رہے ہیں۔ اور میرے خلاف جوش کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ مَیں مقتل میں بندھا کھڑا ہوں۔ قبائل اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی لائے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام کو چھوڑ دینے سے جان بچ سکتی ہے۔ مگر اسلام چھوڑنے کے بجائے موت کی تکلیف برداشت کرنا آسان ہے۔ میری آنکھیں نمناک ضرور ہیں لیکن مَیں ضبط کو نہیں چھوڑوں گا۔ دشمن کے آگے رونا اور چلّانا کیا معنی؟ مَیں جانتا ہوں کہ مَیں اللہ کے پاس جا رہا ہوں۔ موت کا ڈر مجھے نہیں ہے۔ مَیں دوزخ کی شعلہ بار آگ سے ڈرتا ہوں۔ خدائے پاک نے مجھ سے خدمت لی اور مجھے صبر و ضبط کی ہدایت فرمائی۔ اپنی بیکسی کی فریاد مَیں فقط اپنے اللہ سے کروں گا۔ اللہ میں یہ قدرت ہے کہ میرے جسم کے ہر ہر حصّہ کو برکت عطا کر دے

آخر میں حضرت خبیبؓ نے کہا۔ یا اللہ! ہم نے تیرا اور تیرے رسولؐ کا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ تو اپنے رسولؐ تک ہمارے حال کی خبر پہنچا دے۔" اس واقعہ کی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو بہت غمگین ہوئے۔

پیارے بچو! اس نصیحت آموز واقعہ سے تم بھی سبق سیکھو۔ جب کبھی اسلام کی راہ میں جان قربان کرنے کا وقت آجائے تو کبھی بھی دریغ نہ کرو اور نماز کو کبھی قضا مت کرو — دیکھا — حضرت خبیبؓ اور زیدؓ نے آخری وقت بھی دشمنانِ اسلام سے یہی خواہش کی کہ ہمیں نماز ادا کرنے کی مہلت دی جائے۔ نماز ایک بہترین عبادت ہے۔ نماز ہر برائی اور بے حیائی سے انسان کو بچاتی ہے۔

اللہ تعالےٰ سب کو نیک کاموں کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

ے شہید اس دارِ فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
زمیں پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں

Weekly "KHUDDAMMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

اب اپنی عاقبت کا بھی کوئی سامان پیدا کر

حافظ نور محمد انور

مسلماں ہے تو پھر اسلاف کی سی شان پیدا کر
سنبھل، بیدار ہو بے جان تن میں جان پیدا کر

جہادِ فی سبیل اللہ پر ہو کر کمر بستہ
شہادت کا مزہ لے قلب میں ایمان پیدا کر

پھریرا دین کا لہرائے گا سارے زمانے پر
مگر تُو دل میں پہلے جوہرِ ایمان پیدا کر

مئے حُبِّ نبیؐ کا جام پی کر دہر پر چھا جا
مٹے جس سے نشاں باطل کا وہ ایقان پیدا کر

[illegible]
[illegible] ایمان پیدا کر

[illegible]
[illegible] پیدا کر

[illegible] چھپا اور